قال اللہ تبارک وتعالیٰ

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ

الحمد للہ والمنہ کہ یہ رسالہ نافعہ جس میں احادیث مستندہ اور فقہ کی معتبر کتابوں سے مسجد کے آداب اور احکام بیان کئے گئے ہیں ——— مسمّٰی بہ

منبع الساجد فی آداب المساجد

(از تالیف لطیف)

جناب مولانا مولوی محمد شفیع صاحب مدرس دار العلوم دیوبند دام اللہ فضلہم

——— بعد ملاحظہ وتصدیق ———

حضرت مفتی صاحب دار العلوم دیوبند دامت برکاتہم

دار التدریس والاشاعۃ دیوبند ضلع سہارنپور سے

شائع ہوا

مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند

تقریظات

از زبدة العلماء الاتقیاء، قدوة الفقہاء الفضلا حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب مفتی دار العلوم دیوبند لازالت شموس افضالہ بازغہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین واتباعہم الی یوم الدین۔ امابعد بندہ نے اس رسالہ آداب المساجد کو من اولہا الی آخرہا بالاستیعاب دیکھا۔ فضائل و آداب مسجد واحکام ومسائل ضروریہ متعلقہ مسجد مین انشاء اللہ تعالیٰ کافی ووافی ہے۔ اور روایات فقہ وحدیث جو اس رسالہ مین منقول ہیں صحیح ومستند ومعتبر ہین، اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس رسالہ کو مقبول ومفید فرمائے آمین۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

کتبہ العبد الاحقر عزیز الرحمن عفی اللہ عنہ المفتی بدار العلوم دیوبند

(۹ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۲ھ)

از بقیۃ السلف حجۃ الخلف آیۃ من آیات اللہ حضرت مولانا وشیخنا سید محمد انور شاہ صاحب صدر المدرسین دار العلوم دیوبند دامت برکاتہم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد آداب مساجد اور حدود واحکام شریعت غرا مین تہاون اور بے پروائی جو فی زمانا رونما ہے کسی پر مخفی نہین اور مسائل حلال وحرام کی تبلیغ وتعلیم کو جیسا کچھ محقر اور تنگ خیالی خیال کیا جاتا ہے وہ بھی معلوم۔ لیکن تاہم صدع حق اور تبلیغ اہل حق کرتے ہی رہیں گے۔ اور حسب ارشاد حدیث شریف ایک طائفہ اہل حق کا ہمیشہ منصور ہی رہیگا۔ بنا علیہ جناب مستطاب فاضل اکمل صاحب دیانت وتقوی مولوی محمد شفیع ولد جناب مولوی محمد یٰسین صاحب دیوبندی نے جو دونون حضرات دار العلوم دیوبند کے مدرسین مین سے ہین آداب اور مسائل مساجد مین یہ رسالہ حسبۃ للہ تالیف کیا ہے شاید کسی کو حق تعالیٰ اس کے مطالعہ سے ہدایت اور احترام آداب مسجد کی توفیق نصیب کرے۔ خدائے برتر جناب ممدوح کی ترقی مراتب دینی ودنیوی فرمائے۔ واللہ الموفق +

بندہ محمد انور عفا اللہ عنہ مدرس دار العلوم دیوبند

۷۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ الذی احب من البقاع مساجدھا وتخیر بجوارہ القدس راکعھا وساجدھا وصلی اللہ تعالیٰ علی عبدہ الذی اسریٰ بہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارک حولہ فجعل طاعتہ طاعتہ وقولہ قولہ وعلی آلہ واصحابہ الذین ھم زین المساجد وانوارھا ونظار ریاض الجنۃ وعمارھا۔ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

امابعد آج جبکہ دین اور علوم دین کی کساد بازاری کا وقت ہے اور شعائر اسلام پامال ہورہے ہیں مسلمانوں کے مقامات مقدسہ اُن کے ہاتھوں سے نکل رہے ہیں وقت ہے کہ ایک ایمان رکھنے والا قلب غم سے پگھلجائے اور ایک حق پرست آنکھ اپنی بینائی پر کور ہونیکو ترجیح دے۔

لیکن یہ شعائر اسلام کی پامالی اور مقامات مقدسہ کی بیحرمتی اگر ایک قوی دشمن کے ہاتھوں سے اور ہمارے اختیار اور طاقت سے باہر ہے تو شاید خداوند کریم ہمیں معذور رکھے۔ مگر اے حضرات اُن مظالم کا ہمارے پاس کیا جواب ہے جو ہمنے خود شعائر اسلام پر کئے ہیں اور اُن کو اپنے ہاتھوں سے مٹایا ہے اُس بے حرمتی کا کیا عذر ہے جو خود ہمارے ہاتھوں اور پاؤں نے مقامات مقدسہ میں کی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ خداوند عالم نے بڑے بڑے مقدس مقامات حجاز اور شام اور عراق کی

مبارک زمین کے حصے میں آئے ہیں لیکن اس کی ساتھ یہ بات بھی قابل انکار نہیں ہے کہ خدا کی زمین کا ہر قطعہ اور ہر حصہ ایسے مقامات مقدسہ سے معمور ہے جو اپنے تقدس میں بیت المقدس کا پرتو ارکھتے ہیں۔ اور جن کو ہم مساجد کہتے ہیں۔ ہر ایک مسلمان کو غور کرنا چاہیے کہ ہمنے اپنے ان مقامات مقدسہ کی کیا توقیر و تعظیم کر رکھی ہے جو کہ ہمارے ہاتھوں میں ہیں کہ ہم ہاتھوں سے نکلے ہوئے مقامات مقدسہ کو روتے ہیں ؎

تو بروں در چہ کردی کہ دروں خانہ آئی

آہ آہ آج ہماری بہت سی مسجدیں تو نماز اور جماعت کو ترستی ہیں اُن میں انسانوں کے بجائے قسم قسم کے جانور معتکف نظر آتے ہیں ؎

گفتم ایں شرط آدمیت نیست
مرغ تسبیح خوان و تو خاموش

اور جو کچھ آباد بھی ہیں تو ایسی کہ شرعی اصطلاح میں اُن کو آباد نہیں کہا جا سکتا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی مسجد کے متعلق فرماتے ہیں

مساجدھم معمورۃ وھی خراب | اخیر زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر در حقیقت ویران۔

اول تو اُن میں نمازی کم ہیں اور جو کچھ ہیں تو مسجدیں اُن کی نشستگاہ (چوپال) بنی ہوئی ہیں۔ آہ آہ رب العزۃ والجلال کی بارگاہ اور اس کی یہ توقیر۔ آج خدا کے گھر اُس کے ذکر سے خالی ہیں اور دنیا کے تمام دھندے اُن میں موجود۔ ہر قسم کے قصے قضیئے وہاں طے ہوتے ہیں۔ بازاروں کا شور شغب وہاں موجود ہے۔ وہ کھانا کھانے کے کمرے بھی ہیں اور لیٹنے اور سونے کے لئے آرام گاہیں بھی غرض سب کچھ ہے مگر اُس چیز کا قحط ہے جس کیلئے خداوند عالم کی یہ بارگاہیں بنا کی گئی ہیں۔

سلف صالحین کی سنت تھی کہ مساجد میں خوشبوئیں لگاتے اور دھونی دیتے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کے روز مسجد کو صاف کرتے اور خوشبو لگاتے اور خوشبو کی دھونی دیتے تھے مگر آہ آج ہماری مسجدیں خوشبو کے بجائے بدبو اور نجاسات سے ملوث ہیں۔ خوشبو کی دھونی کے بجائے اُن میں مٹی کا بدبودار تیل جلایا جاتا ہے۔ خدا کے مقدس فرشتے ہمارے ہاتھوں سے تنگ ہیں۔ ہم

مسجد میں آتے ہیں کہ ثواب لیکر جائیں۔ لیکن وہاں سے فرشتوں کی بددعائیں لیکر لوٹتے ہیں۔
کیونکہ جب کوئی شخص مسجد میں دنیا کی باتیں شروع کرتا ہے تو فرشتے پہلے کہتے ہیں۔
اسکت یا ولی اللہ۔ (اے اللہ کے ولی چپ رہ) پھر اگر وہ چپ نہیں ہوتا اور باتوں میں لگا رہتا
ہے تو کہتے ہیں اسکت یا بغیض اللہ (اے اللہ کے دشمن چپ رہ) پھر اگر اس سے بھی
آگے بڑھتا ہے تو وہ کہتے ہیں اسکت لعنۃ اللہ علیک (تجھ پر خدا کی لعنت چپ رہ)
(کذا فی المدخل لابن حاج)

ان امور کو دیکھ کر خیال آیا کہ ایک مختصر سا رسالہ آداب مساجد کے متعلق لکھ دیا جائے
اگرچہ اپنی بے بضاعتی اور کم علمی اور گناہوں کی روسیاہی اس میں سدراہ ہوتی تھی۔ لیکن
یہ سوچکر اس کو شروع کر ہی دیا کہ شاید کوئی خدا کا نیک بندہ اس سے نفع اٹھالے۔ اُسکے
طفیل اور دعا سے اس عاصی ناکارہ کو بھی توفیق عمل ہو جائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔
اور اس لئے ناظرین کرام سے گذارش ہے کہ اس پر عمل کرنے کی خود بھی کوشش کریں
اور دوسروں کو بھی سنا کر اس کی طرف متوجہ کریں۔ نیز اس عاجز تباہ کار کو بھی دعا خیر میں فراموش
نکریں اس کے بعد میں مقصد کو شروع کرتا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ رب العلمین
ھو حسبی ونعم الوکیل۔

فضائل مساجد کا بیان

مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں

حدیث میں ہے

ان بیوت اللہ تعالیٰ (الی) من زارہ فیھا
منتخب الکنز نقلاً عن المعجم الکبیر للطبرانی

بیشک زمین میں اللہ کے گھر مساجد ہیں اور بیشک اللہ نے ذمہ لیا ہے کہ اُس شخص کا اکرام کرے گا
جو اُس کی زیارت کے لئے مساجد میں آئے۔

اس لئے مساجد کی عظمت درحقیقت خداوند عالم کی عظمت ہے۔ اور اُن کی بے ادبی خداوند
کبریا و جلال کی بے ادبی والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(تنبیہ) مساجد خدائے قدوس کے گھر ہیں جیسا کہ حدیث سے ثابت ہوا۔ لیکن اس سے

یہ مت سمجھو کہ وہ سبوح و قدوس مسجد کی چہار دیواری میں اس طرح بیٹھا ہے جیسے ہم اپنے مکانوں میں بیٹھتے ہیں بلکہ اس کو ایسا سمجھو جیسے آفتاب کے مقابل جب آئینہ کر دیا جائے تو آفتاب کی خاص تجلی ہے وہ خود بھی جگمگا اٹھتا ہے اور دوسری چیزوں کو بھی روشن کرتا ہے حالانکہ اتنا بڑا آفتاب جو زمین سے کئی لاکھ گنا زائد ہے اس چھوٹے سے آئینہ میں کسی طرح نہیں آسکتا اسی طرح (بلا تشبیہ) خدائے قدوس کی خاص تجلی ان گھروں پر ہے جس سے ان میں انوار الٰہیہ پائے جاتے ہیں اور اُن میں رہنے والوں پر اُن کی کرنیں پڑتی ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

مسجدیں آخرت کے بازار ہیں مستدرک حاکم میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ المساجد سوق من اسواق الآخرۃ من دخلها کان ضیفاً للّٰہ، قراہ المغفرۃ وتحفته الکرامۃ (منتخب الکنز)

(ترجمہ) مسجدیں بازار ہیں آخرت کے بازاروں میں سے جو شخص اُن میں داخل ہو گیا وہ اللہ کا مہمان ہے اُس کی مہمانی مغفرت ہے اور اُس کے لئے تحفہ تکریم و تعظیم ہے جس طرح علی الصباح دنیا کے بازار لگتے ہیں اور لوگ اپنی حاجات کے موافق خرید و فروخت میں مشغول ہوتے ہیں اسی طرح اُسوقت یہ آخرت کے بازار بھی لگائے جاتے ہیں اور خدا کے نیک بندے اُن کی طرف دوڑتے ہیں ؎

بوقت صبح جو خورشید منہ دکھاتا ہے جو دل سے پوچھتا ہوں تو کدھر کو جاتا ہے	کوئی حرم کو کوئی بتکدہ کو جاتا ہے تو بھر کے آنکھوں میں آنسو یہ پڑھ سناتا ہے
علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند	بلاکشان محبت بکوئے یار روند

اور اسی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کل الناس یغدو فبائع نفسه فمعتقها او موبقها (مشکوٰۃ)

(ترجمہ) ہر ایک آدمی جب صبح کو اُٹھتا ہے تو اپنے نفس کا بیچنے والا ہوتا ہے پھر کوئی اُس کو (اعمال حسنہ کے عوض میں) آزاد کر لیتا ہے اور کوئی (اپنی بداعمالیوں سے) اُس کو ہلاک کر ڈالتا ہے دنیا کے بازاروں سے اس چند روزہ دنیوی گھر کا سامان خریدا جاتا ہے اور آخرت کے بازاروں میں (مساجد) میں اُس سچے آخروی گھر کا سامان بکتا ہے جس میں ہمیشہ رہنا ہے۔ اے دنیا کے بازاروں کی سیر کرنے والو خدا کے لئے کچھ ویران بازاروں کی بھی تو سیر کرو۔

مساجد جنت کے باغات ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جب تم جنت کے باغات پر گذرو تو اس کے پھل کھاؤ۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ جنت کے باغات کیا ہیں۔ فرمایا کہ مساجد ہیں۔ پھر عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ اُن کے پھل کھانے سے کیا مراد ہے۔ فرمایا کہ یہ کلمہ پڑھنا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ (ترمذی)

دنیا کی تمام جگھوں میں سب سے زیادہ پیاری جگہ اللہ کے نزدیک اُس کی مساجد ہیں

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام جگھوں میں بدترین جگہ بازار ہے اور سب میں بہترین جگہ مساجد ہیں۔

وجہ غالباً یہ ہے کہ پیدائش عالم کا مقصد بحکم قرآن عزیز صرف ذکر اللہ اور اُس کی اطاعت ہی اس لئے جو جگھیں اس مقصد کو زیادہ ادا کرتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین ہیں اور جن جگھوں میں ذکر اللہ کے بجائے غفلت اور طاعت کے بجائے معصیت ہوتی ہی وہ اللہ کے نزدیک بدترین ہیں مساجد چونکہ ذکر اللہ کے لئے بنائی گئی ہیں اس لئے وہ بہترین جگھیں ہیں اور بازار چونکہ عموماً غفلت اور معاصی جھوٹ اور دغابازی اور شور و شغب اور جھگڑوں قسموں کی جگھ ہیں اس لئے اللہ کے نزدیک مبغوض ترین ہیں۔

اور اس لئے صحابہ کرام اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم اگر بازاروں میں جاتے یا وہاں دکان کرتے تھے تو اس کی کوشش کرتے تھے کہ جس وجہ سے بازار اللہ کے نزدیک مبغوض ہے اُس کو اپنے پاس نہ آنے دیں چنانچہ بازاروں میں خرید و فروخت کے وقت بھی اُن کا یہ حال ہوتا تھا کہ ؎ دست بکار و دل بیار

تو ئی مقصود اگر مشغول غیرم   تو ئی مطلوب اگر نزدیک دیرم

اُن کی حالت یہ تھی کہ ایک لوہار اگر ہتوڑا اوپر اٹھائے ہوئے کسی لوہے پر مارا چاہتا ہے مگر درمیان میں اذان کی آواز کان میں پڑ گئی تو فوراً ہتوڑے کو ہاتھ سے رکھ خدا کے گھر کی طرف دوڑتا ہے اور اس کو بھی گوارا نہیں کرتا کہ اٹھائے ہوئے ہتوڑے کی ضرب سے کام لے لے (یہ واقعہ امام ابو داؤد نے بعض سلف سے نقل کیا ہے) ان کا حال یہ تھا کہ اذان کی آواز

اُن کے بازاروں میں سناٹا ڈالدیتی تھی فوراً دکانیں بند کرکر اور خرید و فروخت کو چھوڑ کر مساجد کیطرف دوڑتے تھے ایسے ہی حضرات کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ	وہ ایسے اچھے لوگ ہیں کہ اُن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر غافل نہیں کرتی۔

اور چونکہ بازار شر و فساد کی جگہ ہیں اس لئے سنت ہے کہ جب بازار جائے تو یہ کلمہ پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

حدیث میں اس کے بڑے بڑے فوائد مذکور ہیں۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص بازار میں داخل ہونے کے وقت یہ کلمہ مبارکہ پڑھے اُس کے لئے ایک لاکھ ثواب لکھے جاتے ہیں اور ایک لاکھ گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور ایک لاکھ درجات بلند کئے جاتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے (رواہ الترمذی و ابن ماجۃ)

بعض صحابہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ وہ کبھی کبھی صرف اس کلمہ کو پڑھنے اور اُس کا ثواب عظیم حاصل کرنے کے لئے ہی بازار جایا کرتے تھے۔

سبحان اللہ اُن کے تقویٰ اور ذکر نے بازاروں کو بھی اُن کے لئے مساجد بنا دیا اور اس عظیم الشان نفع اخروی کا باعث کر دیا۔ اور آہ کہ آج ہماری غفلت اور معاصی کے انہماک نے ہماری مساجد کو بھی بازار بنا رکھا ہے۔ وہ دنیا کے بازاروں میں سے بھی آخرت کا سامان ڈھونڈھ لاتے تھے اور افسوس کہ ہم آخرت کے بازاروں سے بھی کورے واپس جاتے ہیں نہ دین ہی متاع ملتا ہے اور نہ دنیا ہی کا بلکہ اس سے بھی زیادہ خسارہ یہ ہے کہ وہاں اپنی رہی سہی گانٹھ کٹوا کر آتے ہیں اور حسنات کو بھی وہاں کھو دیتے ہیں کیونکہ علامہ ابن ھمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ مسجد میں دنیا کی باتیں نیکیوں کا اس طرح صفایا کر دیتی ہیں جیسے چوپائے گھاس کھا جاتے ہیں۔

اللھم اعذنا منہ انہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مسجد دنیا کا سب سے پہلا اور سب سے آخری گھر ہے

سب سے پہلا ہونا تو قرآن مجید سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی

(ترجمہ) بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے قائم کیا گیا ہے وہ وہ گھر ہے جو مکہ معظمہ میں ہے برکت اور ہدایت والا یعنی بیت اللہ۔ مفسرین نے نقل کیا ہے کہ زمین کی پیدائش کی ابتداء بھی اسی جگہ سے ہوئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کا سب سے پہلا گھر کعبہ شرفہ ہے جو کہ مسجد بلکہ تمام دنیا کی مسجدوں کی اصل ہے اور مساجد کا سب سے آخر تک رہنا ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ منتخب کنز العمال میں معجم اوسط طبرانی سے روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ تذھب الارضون کلھا یوم القیامۃ الا المساجد فانھا ینضم بعضھا الی بعض۔

(ترجمہ) قیامت کے دن ساری زمینیں جاتی رہیں گی سوا مساجد کے کہ وہ سب آپس میں ملجائیں گی اور ایک جگہ جمع ہو جائیں گی۔

اور ظاہر یہ ہے کہ سب ملکر کعبہ مکرمہ اور مسجد حرام کے ساتھ جمع ہوں گی کیونکہ وہ ہی سب مسجدوں کی اصل ہے اور بعض احادیث میں ہے کہ پھر سب مسجدیں ملکر جنت میں چلی جائیں گی۔ حاصل یہ ہے کہ زمین اور اُس کے تمام گھروں میں سب سے پہلا گھر مسجد ثابت ہوئی اور پھر جبکہ قیامت کے دن زمینوں کے ٹکڑے اڑ جائیں گے اور تمام گھر مسمار ہو جائیں گے اور پہاڑ روئی دھنی ہوئی کی طرح اڑتے پھریں گے اسوقت بھی مساجد باقی رہیں گی اور جنت میں چلی جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بما ھو کائن۔

مسجد کے نزدیک کی فضیلت

حدیث میں ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گھر مسجد سے قریب ہو اُس گھر کی فضیلت اُس گھر پر جو مسجد سے دور ہو اتنی ہے جتنی ایک مجاہد غازی کی فضیلت ایک غیر مجاہد پر۔ (مسلم عن ابی ھریرۃ عن جبیر ابن مطعم والطبرانی)

لیکن اس فضیلت کا یہ مقصد نہیں کہ جن لوگوں کے مکان مسجد سے دور ہوں وہ اُنہیں چھوڑ دیں۔ کیونکہ یہ مسئلہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہو چکا ہے آپ نے

مسجد سے دور رہنے والے حضرات کو بھی یہی حکم دیا کہ اپنے اپنے مکانات میں رہو اُن کو چھوڑ کر مسجد کے قریب گھر بنانے کی ضرورت نہیں کیونکہ مسجد کی طرف جتنی زیادہ دور سے چلکر آؤ گے اتنا ہی زیادہ ثواب پاؤ گے۔

جس کا مفصل واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسجد نبوی کے قریب ایک قطعہ زمین کا خالی ہوا۔ تو قبیلہ بنو سلمہ نے جن کے مکانات مسجد سے دور تھے ارادہ کیا کہ اُس کو خرید کر یہاں اپنے مکانات بنالیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے اُن سے پوچھا کہ کیا تمہارا یہ ارادہ ہے کہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر مسجد کے قریب آجاؤ۔ انھوں نے اقرار کیا آپ نے فرمایا۔ اے بنی سلمہ اپنے گھروں میں رہو (جب تم مسجد کی طرف آؤ گے) تو تمہارے قدم نیکیوں میں لکھے جائیں گے (جتنے زیادہ قدم پڑیں گے اتنی ہی نیکیاں زیادہ ملیں گی۔

غرض یہ ہے کہ جس کا گھر مسجد کے قریب ہو وہ اُس پر خدا کا شکر کرے کہ اُس کو اللہ نے یہ فضیلت دی ہے اور جس کا مکان دور ہو وہ اس کو نہ چھوڑے بلکہ دوسری صورت سے ثواب حاصل کرے یعنی کثرت اقدام سے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسجد بنانیکا ثواب

حدیث میں ہے کہ فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اللہ کیلئے کوئی مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے (بخاری ومسلم عن عثمان غنی رضے اللہ عنہ)

نیز مسجد ایک صدقہ جاریہ ہے جب تک اُس میں لوگ نماز پڑھتے رہینگے اُس کو ثواب پہنچتا رہیگا۔ احادیث میں مسجد بنانے کے بڑے بڑے فضائل ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ بے ضرورت بھی مسجدیں بنائی جائیں اگرچہ صدقات کے دوسرے مصارف مال کے محتاج ہوں اور مساکین پریشان ہوں جیساکہ آج کل بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی صدقہ کرنا چاہتے ہیں تو اُس کو مسجد ہی

میں لگانا چاہتے ہیں اگرچہ مسجد میں اُس کی ضرورت بھی نہ ہو۔ بلکہ انسان کو ضرورت کے مواقع دیکھنے چاہئیں۔ خیرات اور صدقات کے جس مد میں زیادہ ضرورت دیکھے اُس میں صرف کرے اگر شہر میں غربا اور مساکین زیادہ محتاج ہیں تو ان میں تقسیم کرنا اولیٰ ہے۔ اور اگر محلہ میں مسجد نہیں تو اُس میں مسجد بنوانا اولیٰ ہے۔ اور اگر کسی شہر میں مدارس اسلامیہ میں مال کی زیادہ ضرورت ہے تو اُس میں صرف کرنا اولیٰ ہے بہرحال مصارف میں سب سے پہلے دیکھنے کی چیز ضرورت اور حاجت ہے۔ اور پھر دوسرے درجات۔

گھروں میں مسجدیں بنانا۔ سنت ہے کہ اپنے گھر میں کوئی جگہ خاص نماز کے لئے کر لی جائے اور اس کو پاک وصاف رکھا جائے اور اس میں خوشبو وغیرہ لگائی جائے۔ حدیث میں اسی جگہ کے لئے مسجد ہی کا لفظ بولا گیا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا ہے اور یہ کہ اُن کو صاف رکھا جائے اور اُن میں خوشبو لگائی جائے (رواہ ابوداؤد والترمذی)

اگرچہ اِن جگہوں میں نماز پڑھنے کی عام اجازت نہونے کی وجہ سے یہ بالکل مسجد کے حکم میں نہیں لیکن تاہم حدیث میں ان کو بھی مسجد کہا گیا ہے۔ نیز عورتیں اگر اعتکاف کرنا چاہیں تو اسی گھر کی مسجد میں کر سکتی ہیں۔

خلاصۃ الفتاوی میں ہے۔ ہر مسلمان کے لئے مستحب ہے کہ اپنے گھر میں ایک مسجد بنائے جس میں سنتیں اور نوافل پڑھا کرے لیکن اُس کے واسطے (بالکل مسجد کا حکم نہیں مثلاً عورتیں بحالتِ حیض اُس میں داخل ہو سکتی ہیں بخلاف مساجد کے کہ اُن میں داخل ہونا جائز نہیں۔ (خلاصہ صفحہ ۲۲۷ جلد نمبر ۱)

مسجد میں نقش و نگار وغیرہ غیر ضروری چیزیں بنانا

مسئلہ مسجد کی دیواروں اور فرش میں رنگ برنگ کے بیل بوٹے نکالنا جو

نماز میں خیال کو منتشر کرتے ہوں مکروہ ہے اور بالخصوص محراب میں اور قبلہ کی دیوار میں زیادہ مکروہ ہے (شامی اور خلاصۃ الفتاویٰ)

حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب کسی قوم کا کام بگڑتا ہے تو وہ اپنی مسجدوں کو (نقش و نقوش اور بیل بوٹوں سے) آراستہ کرنے لگتے ہیں (ابن ماجہ)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم اپنی مساجد کو مزین کرنے لگو (جو کہ نماز میں مخل ہو) اور اپنے قرآنوں کو ایسا آراستہ کرو (جو حضور قلب میں خلل انداز ہو) تو سمجھ لو کہ یہ تمہاری ہلاکت کا وقت ہے۔ (منتخب الکنز)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مساجد کی تزئین مفرط کو یہود و نصاریٰ کا دستور فرماتے ہیں اور اس سے ناراضی کے لہجہ میں پیشین گوئی فرماتے ہیں۔

تم مساجد کو مزین کروگے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا۔ (ابو داؤد)

لیکن یہ یاد رہے کہ صفائی اور چیز ہے اور تزئین اور گل کاری اور شئی۔ مساجد کی صفائی سنت ہے اور ضروری چیز ہے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آئے گا۔ اور بے حد زینت اور گلکاریاں مکروہ و مذموم۔

البتہ اگر لکڑی یا گچھ اور چونے وغیرہ کے کچھ نقش بنائے جائیں تو مضائقہ نہیں لیکن اسکا بھی ترک کرنا اولیٰ ہے۔ اور خلاصۃ الفتاوےٰ میں ہے کہ ان جائز بیل بوٹوں میں بھی روپیہ صرف کرنے سے اولیٰ یہ ہے کہ اُس کو فقراء اور مساکین پر صرف کیا جائے

مسئلہ یہ سب چونے اور گچھ وغیرہ کے بیل بوٹے بنوانا بھی اُس وقت درست ہے کہ بنوانے والا ان کو اپنے مال سے بنوا رہا ہو لیکن اگر وقف یا چندہ سے مسجد بنائی جاتی ہے تو جب تک وقف کرنے والا یا چندہ دینے والے اس کی اجازت نہ دیں اس وقت تک ہرگز جائز نہیں اور اگر مہتمم مسجد نے بلا اجازت چندہ یا وقف کا روپیہ جائز نقش و نقوش میں صرف کیا تو وہ اس روپیہ کا ذمہ دار ہوگا

مساجد کی درجات

مساجد میں سب سے بڑا رتبہ مسجد حرم کا ہے کیونکہ وہ ہی سب مسجدوں کا قبلہ اور اور اصل اصول ہے جو شخص اُس میں ایک نماز پڑھتا ہے اُس کو ایک لاکھ نمازوں ثواب ملتا ہے۔ پھر اُس کے بعد مسجد نبوی اور مسجد اقصے ہیں کہ اُن میں ایک نماز پڑھنے والے کو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب دیا جاتا ہے پھر اُن کے بعد شہر کی جامع مسجد ہے کہ اسمیں ایک نماز پڑھنا پانسو نمازوں کا ثواب ہے اور پھر محلہ کی مسجد ہے اُس میں ایک نماز کا ثواب پچیس نمازوں کی برابر دیا جاتا ہے یہ تفصیل بعینہ حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے (مشکوۃ عن ابن ماجہ)

لیکن محلہ والوں کے لئے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہ نسبت جامع مسجد کے افضل واولےٰ ہے۔ سلف صالحین صحابہ وتابعین کا تعامل اس پر شاہد ہے کہ سب پنجگانہ نمازیں اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں پڑھتے تھے اُن کو چھوڑ کر جامع مسجد میں نہ جاتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ عام لوگوں کے لئے یہ فضیلت صرف نماز جمعہ کی ساتھ مخصوص ہے البتہ اہل محلہ کے لئے پنجگانہ نمازوں میں بھی پانسو نماز کا ثواب ہوگا۔

اسی لئے الاشباہ والنظائر میں ہے۔ یعنی محلہ کی مسجد (اہل محلہ کے لئے) جامع مسجد سے افضل ہے۔ مگر جبکہ جامع مسجد کا امام عالم ہو تو پھر جامع مسجد ہی افضل ہے۔ (اشباہ صہ ۱۹۵)

مسئلہ دکانداروں کے لئے رات کے وقت محلہ کی مسجد وہی ہے جو اُن کے مکان کے قریب ہے اور دن کو جو مسجد اُن کی دکان کے قریب ہے وہ ہی محلہ کی مسجد سمجھی جائے گی (کذا فی الاشباہ صہ ۱۹۵)

فائدہ۔ بظاہر ملازمت پیشہ لوگوں کے لئے بھی یہی حکم ہوگا۔ یعنی دن میں جو مسجد ملازمت کی جگہ سے قریب ہو وہ محلہ کی مسجد کے حکم میں ہے اور رات کو گھر کے قریب کی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مسئلہ شرح اشباہ ونظائر وغیرہ میں ہے کہ طالب علم کے لئے اپنے استاد کی مسجد محلہ کی مسجد سے زیادہ افضل ہے تاکہ تعلیم میں امداد ملے۔

مساجد کی صفائی کا بیان

حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ مسجدوں کو صاف رکھا جائے اور ان میں خوشبوئیں لگائی جائیں (مشکوٰۃ عن جامع الترمذی وسنن ابی داؤد)

آج کل جیساکہ عموماً ہر کام میں افراط و تفریط کا دور دورہ ہے۔ مساجد کی صفائی میں بھی یہی آفت پیش آئی ہے۔ کہیں تو صفائی میں حد سے بڑھکر اس کو تزخرف اور تزین کی حد تک پہونچا دیا گیا۔ مسجدیں طرح طرح کی گلکاریوں سے آراستہ و پیراستہ نظر آتی ہیں جو کہ مکروہ ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔

اور کہیں یہانتک بے پروائی اور غفلت سے کام لیا گیا ہے کہ العیاذ باللہ مسجدوں میں کوڑیاں لگی ہوئی ہیں۔ جالے تنے ہوئے ہیں۔ گرد و غبار سے آلودہ ہیں۔ دیواریں اور زمین تیل کے بدنما دھبوں سے خراب ہیں جو یقیناً مساجد کی بے حرمتی ہے اور کسی طرح جائز نہیں۔

حدیث میں ہے۔ کہ ملائکہ کو بھی ان تمام چیزوں سے ایذا پہونچتی ہے جن سے آدمیوں کو ایذا پہونچتی ہے۔

تو جب ایک انسان اپنے مکان کو اسطرح کوڑے کباڑے سے آلودہ دیکھنا نہیں چاہتا تو ملائکۃ اللہ باوجود لطافت طبع کے کب اس کو پسند کر سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مسجد کی صفائی کا خود اہتمام فرماتے تھے حضرت زید ابن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں مساجد میں چھڑکاؤ کیا جاتا تھا اور جھاڑو دی جاتی تھی (مصنف ابن ابی شیبہ قلمی جلد ۱ ص ۲۶۳)

اور حضرت یعقوب ابن زید رح سے روایت ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتبع غبار المسجد بجریدۃ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

ترجمہ: نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مسجد کے غبار کو کھجور کی ٹہنی سے صاف کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ قلمی ص ۲۶۳ جلد ۱) اور حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطب رض

سے روایت ہے کہ "حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ گھوڑے پر سوار ہو کر
مسجد قبا میں تشریف لے گئے اُس میں نماز پڑھی۔ پھر فرمایا "اے یرفا (کسی
شخص کا نام ہے) مجھے ایک کھجور کی ٹہنی لا دو۔ اُس نے لا کر دے دی۔ آپ نے
ایک کپڑے سے اپنی کمر باندھی اور تمام مسجد میں جھاڑو دی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ قلمی صلہ ۲۶۶ جلد ۱م

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ میری اُمت کے اعمال کے ثواب سب میرے سامنے پیش کئے گئے
یہاں تک کہ ایک تنکا جس کو کسی شخص نے مسجد سے نکال دیا ہو (اُس کا ثواب
بھی پیش کیا گیا اور میرے سامنے امت کے گناہ بھی سب پیش کئے گئے۔ پس
میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہیں دیکھا کہ ایک آدمی قرآن مجید کی کوئی سورۃ یا آیت
یاد کر کے پھر بھول جائے (مشکوۃ از ابو داؤد و ترمذی)

اور حدیث میں ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں
جھاڑو دیا کرتی تھی جب اس کا انتقال ہوا تو چونکہ رات کا وقت تھا صحابہ نے یہ سمجھ کر کہ اگر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کی گئی تو آپ تشریف لائیں گے اور اندھیرے
میں آپ کو تکلیف ہو گی اُس کو خود ہی نماز پڑھ کر دفن کر دیا اور آپ کو اُس وقت اطلاع نہیں
کی جب صبح کو آپ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا۔

اذا مات لکم میت فاذنونی الی رأیتھا فی الجنۃ لما کانت تلقط من القذاء فی المسجد (منتخب الکنز عن المعجم الکبیر للطبرانی)

جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو تو مجھے خبر کر دیا کرو میں نے اس عورت کو جنت میں دیکھا ہے اِس لئے کہ وہ مسجد سے کوڑا کباڑ اٹھا دیتی تھی۔

مسئلہ مسجد میں تھوکنا ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے۔ البزاق فی المسجد خطیئۃ۔

اور حدیث میں ہے کہ حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

من بزق (الی) بین عینہ۔ **ترجمہ**۔ جو شخص مسجد کے جانب قبلہ میں تھوکتا ہے اور

پھر دفن (یا صاف) نہیں کرتا تو وہ قیامت کے دن سخت گرم ہو کر آئے گا۔ یہاں تک کہ اُس کے ماتھے پر آ کر گرے گا۔ (منتخب الکنز)

مسئلہ مسجد میں لہسن اور پیاز اور مولی لانا یا اُس کو کھا کر مسجد میں داخل ہونا ناجائز ہے۔ (درمختار و طریقہ محمدیہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

من اکل ہذہ الشجرۃ المنتنۃ فلا یقربن مسجدنا فان الملائکۃ تتاذی مما یتاذی منہ الانس۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ جو شخص کہ بدبودار درخت (یعنی پیاز) کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اس لئے کہ فرشتوں کو بھی اُن تمام چیزوں سے ایذاء پہونچتی ہے جن سے انسانوں کو ایذاء ہوتی ہے۔

مراد یہ ہے کہ جب تک اُس کی بدبو منہ سے نہ جائے اُس وقت تک مسجد میں داخل ہو اور یہی حکم ہے ہر بدبودار چیز کا جیسے حقہ اور سگریٹ اور لہسن وغیرہ کا جیسا کہ فقہ کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے۔ اور طریقہ محمدیہ میں مولی کو بھی اسی حکم میں داخل کیا ہے۔

تنبیہ حقہ سگریٹ پینے والے کثرت سے اس میں غفلت کرتے ہیں اُن کو ہمیشہ اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

فائدہ اس حدیث میں اگرچہ صراحۃً تو فقط کھانے کی چیز کا ذکر ہے لیکن چونکہ اخیر میں اُس کی دلیل بھی یہ ذکر فرمائی ہے کہ فرشتوں کو بھی اُن چیزوں سے ایذا ہوتی ہے جن سے انسانوں کو ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ حکم فقط کھانے کی چیزوں میں منحصر نہیں۔ بلکہ تمام استعمال کی چیزوں کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کے کپڑوں میں پسینہ وغیرہ کی بدبو ہے تو اس کو بھی اُس وقت تک مسجد میں جانا بچنا چاہئے جب تک کہ اُس بدبو کو کسی طرح زائل نہ کرے

مسئلہ اسی حدیث سے ثابت ہوا کہ مٹی کا تیل مسجد میں جلانا جائز نہیں۔

مسجد میں خوشبو کی دھونی دینا

مسجد میں لوبان عود وغیرہ کی دھونی دینا۔ اگر کی بتیاں جلانا سنت ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہمیشہ دستور رہا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

جنبوا مساجدکم (الی) جمروھا فی الجمع۔ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ) اپنی مسجدوں سے بچوں اور پاگلوں کو علیحدہ رکھو اور اُن کو اپنی خرید و فروخت اور جھگڑوں اور شور سے پاک رکھو اور سزا دینے اور تلوار کھینچنے سے بھی پاک رکھو اور اُن کے دروازوں پر وضو خانہ بناؤ۔ اور اُن کو ہر جمعہ کے دن خوشبو کی دھونی دیا کرو۔

اس طویل حدیث میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے منجملہ بہت سے ارشادات کے ایک یہ بھی حکم فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن مساجد کو خوشبو کی دھونی دیا کرو۔

چنانچہ ابن ابی شیبہ نے بروایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہر جمعہ کے روز مسجد میں دھونی دیتے تھے۔

افسوس کہ آج یہ سنت بالکل چھوٹ گئی ہے لوگ مساجد کے اندر طرح طرح کے مکروہ تکلفات کرتے ہیں مگر اس سنت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ آج یہ سنت بالکل مرچکی ہے جو شخص اس کو زندہ کرے گا تو جب تک لوگ اس پر عمل کرتے رہیں گے اس کو ثواب ملتا رہے گا کیونکہ حدیث میں ہے

عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مأۃ شھید۔ (مشکوۃ شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میری امت کے فاسد ہونے کے بعد میری سنت پر عمل کرتا رہے اسکو سو شہید کا ثواب ملیگا۔

مسجد کی طرف جانیکے آداب اور اُس کا ثواب

تمام دنیا کے شاہی درباروں اور عدالتوں کے خاص خاص آداب مقرر ہوتے ہیں جن کو ہر شخص جانتا ہے چونکہ مسجد تمام بادشاہوں کے پیدا کرنے والے کا عظیم الشان دربار ہے اس لئے اُس کے بھی کچھ آداب ہیں جو اس دربار کے ناظم یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سکھائے ہیں۔ ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ اُن کو معلوم کرے اور اُن کے موافق چلنے کی کوشش کرے اور وہ آداب یہ ہیں جب کوئی مسجد میں جانا چاہے تو اُسے چاہئے کہ پہلے اچھی طرح طہارت اور وضوء کرے اور پھر مسجد کی طرف چلے۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔

من خرج من بیتہ (الی) فاجرہ کاجر المعتمر۔ مشکوۃ عن ابوداؤد

ترجمہ جو شخص اپنے گھر سے پاک صاف ہو کر فرض نماز کے لئے نکلا تو اُس کا ثواب ایک حج کرنے والے کی برابر ہے جو احرام باندھکر چلا ہو۔ اور جو شخص چاشت کی نماز کے لئے پاک ہوکر مسجد کو جاتا ہے تو اُس کا ثواب ایک عمرہ کرنے والے کی برابر ہے بشرطیکہ اُس کی غرض مسجد میں جانے سے اس نماز کے سوا کچھ نہ ہو۔ کیونکہ ایک دوسری حدیث میں ہے۔ من اتی المسجد لشئ فھو حظہ۔ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ) جو شخص مسجد میں جس کام کے لئے آتا ہے وہ ہی اُس کا حصہ ہے۔ یعنی جو نماز یا ذکر اللہ کے لئے مسجد میں حاضر ہوتا ہے تو اُس کو وہی ملتا ہے۔ اور اگر کسی دنیوی غرض یا باتوں کے لئے جاتا ہے تو نیکیوں میں اس کا حصہ نہیں۔ بلکہ اُس کا حصہ صرف وہ ہی کام جس کے لئے مسجد میں آیا ہے۔

اور حضرت عقبۃ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلتا ہے تو اس کا اعمال نامہ لکھنے والا فرشتہ اُس کے ہر قدم پر دس نیکیاں لکھتا ہے۔ (منتخب الکنز)

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کے لئے مسجد کو جاتا تھا تو آپ آہستہ آہستہ قریب قریب قدم رکھتے تھے۔ (منتخب الکنز عن الطبرانی)

نیز حضرت ابو امامہ (صحابی) نے ایک مرتبہ لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں (مسجد میں جانے کے وقت) چھوٹے چھوٹے قدم کیوں رکھتا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ بندہ جب تک نماز کی طلب اور تیاری میں رہتا ہے نماز ہی کے حکم میں سمجھا جاتا ہے۔ (منتخب الکنز از مستدرک حاکم و معجم کبیر للطبرانی وغیرہ)

اور حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضے اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ سب سے زیادہ ثواب نماز میں اُس شخص کے لئے ہے جو زیادہ دور سے چلکر آتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

اور حضرت جابر رضے اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے جس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سلمہ سے فرمایا ہے۔

ای سلمہ اپنے پہلے ہی گھروں میں رہو۔

تمھارے قدم نیکیوں میں لکھے جائیں گے۔ (مسلم)

لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مسجد کے قریب رہنے کی کوئی فضیلت نہیں۔ جیساکہ مسجد کے پڑوس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھا جا چکا ہے۔ بلکہ ثواب حاصل کرنے کے مختلف درجات اور مختلف صورتیں قریب رہنے والے قرب سے نفع اٹھائیں اور دور رہنے والے کثرت اقدام سے اپنی نیکیاں بڑھائیں۔ ارحم الراحمین کی رحمت کا دروازہ ہر شخص کے لئے ہر وقت کھلا ہوا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضے اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرد کی نماز جماعت کے ساتھ بہ نسبت گھر یا دکان میں تنہا نماز پڑھنے کے پچیس گُنا زیادہ ثواب رکھتی ہے اور یہ زیادتی اس لئے ہے کہ مرد جب وضو کرتا ہے۔ اور وضو کو اچھی طرح تمام سنتوں اور مستحبات کے ساتھ کرتا ہے پھر مسجد ہی کی طرف نکلتا ہے اور صرف نماز ہی کے لئے نکلتا ہے۔ (نہ کسی دنیوی کام کے لئے) پس جب وہ قدم اٹھاتا ہے تو ہر ایک قدم کے بدلے میں اُس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور ایک خطاء معاف کی جاتی ہے۔ پس جب نماز پڑھتا ہے تو جب تک وہ اپنی جگہ بیٹھا رہے

فرشتے اُس کے لئے یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ اُس پر رحم کر اے اللہ اُس پر رحم کر۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتے اپنی دعا میں یہ بھی کہتے ہیں کہ اے اللہ اس کو بخشدے اے اللہ اس کی توبہ قبول کرلے جب تک کہ وہ اس میں کسی کو تکلیف وایذا نہ پہونچائے اور وضو نہ توڑے (مشکوٰۃ عن الصحیحین بخاری ومسلم)

فائدہ جس وقت مسجد میں جانے کے لئے گھر سے نکلے تو یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ وَبِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَةً خَرَجْتُ اتِّقَاءَ سَخَطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ اَسْئَلُكَ اَنْ تُنْقِذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ۔ (رواہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلہ مرفوعاً)

مسئلہ مسجد میں جانے کے وقت وقار اور سکون کے ساتھ چلنا چاہئے دوڑنا نہ چاہئے حدیث میں ہے جب مسجد کے دروازہ پر پہونچے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاغْفِرْ لِیْ۔

ترجمہ اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھولدے اور مجھے بخشدے اس کے بعد نہایت ادب کے ساتھ مسجد میں داخل ہو۔

حکایت۔ بعض بزرگان سلف سے نقل کیا جاتا ہے کہ جب وہ مسجد کے دروازے پر پہونچتے تھے تو وجہ خوف کے اُن کا رنگ زرد پڑ جاتا تھا لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ لوگ جب دنیا کے کسی حاکم کے دربار میں جاتے ہیں تو اُن پر اُس کا رعب چھا جاتا ہے اور ڈرتے ہیں کہ کوئی بات عدالت کے آداب اور حاکم کی شان کے خلاف نہ ہو جائے۔ تو کیا میں احکم الحاکمین کے دربار کی اتنی بھی وقعت نہ کروں جتنی ایک ادنیٰ حاکم کی کیجاتی ہے۔ اس خوف سے میرا رنگ زرد ہو جاتا ہے کہ کہیں اس دربار کی شان کے خلاف کوئی بات صادر نہ ہو جائے۔

پھر جب مسجد میں داخل ہو تو مستحب ہے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے جس کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم فرمائی ہے۔ (مشکوٰۃ عن الصحیحین)

مسئلہ۔ لیکن یہ تحیۃ المسجد صرف ظہر عصر عشاء میں مستحب ہے۔ فجر کی نماز سے پہلے سوائے سنت فجر کے اور کوئی نفل نہ پڑھنا چاہئے اور مغرب کی نماز سے پہلے بھی کوئی نفل پڑھنا مستحب نہیں ہے۔

مسئلہ۔ جو شخص کثرت سے مسجد میں آتا جاتا رہتا ہو تو اُس کے لئے ہر روز صرف ایک مرتبہ دو رکعتیں پڑھ لینا تحیۃ المسجد کے لئے کافی ہے (اشباہ ص۵۹)

اُن کاموں کا بیان جو مسجد میں ناجائز یا مکروہ ہیں

مسئلہ

جس شخص کو غسل کی حاجت ہو اُس کو مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔ اور اسی طرح حائضہ اور نفاس والی عورت کے لئے بھی مسجد میں داخل ہونا حرام ہے (درمختار و اشباہ وہدایہ وغیرہ)

لیکن عیدگاہ اور مدرسہ اور خانقاہ وغیرہ اس بارہ میں مسجد کے حکم میں نہیں ہے

(درمختار ص۳۲)

مسئلہ مسجد میں نجاست کا داخل کرنا جائز نہیں اور اسی لئے ناپاک تیل کو مسجد میں جلانا جائز نہیں اگرچہ مسجد سے باہر اُس کا جلانا جائز ہے۔

مسئلہ مسجد میں بچوں اور پاگلوں کو داخل کرنا حرام ہے اگر ان کی نجاست کا گمان غالب ہو ورنہ مکروہ ہے۔ (اشباہ والنظائر)

حدیث میں ہے جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم یعنی اپنی مسجدوں سے بچوں اور پاگلوں کو دور رکھو۔

مسئلہ مسجد میں میت کا داخل کرنا ناجائز ہے۔ اور اُس میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے البتہ جو چبوترہ مسجد کے صحن وغیرہ میں اسی کام کے لئے بنایا گیا ہو اُس میں نماز جنازہ مکروہ نہیں اور وہ فناء مسجد کے حکم میں ہے۔ (اشباہ و درمختار وغیرہ)

مسئلہ جوں کو مار کر مسجد میں ڈال دینا مکروہ ہے۔

اور یہی حکم کھٹمل کا بھی ہونا چاہئے واللہ اعلم بالصواب۔

مسئلہ مسجد میں پیشاب کرنا حرام ہے اگرچہ کسی برتن میں لیا جائے۔ اسی طرح مسجد میں فصد لینا بھی حرام ہے اگرچہ خون برتن میں جمع کیا جائے۔

مسئلہ مسجد کے اجزاء میں سے کوئی چیز اینٹ یا چونا وغیرہ لینا بھی ناجائز ہے اسی طرح مسجد کے فرش کی مٹی لینا بھی ناجائز ہے۔ البتہ اگر ایک جگہ ڈھیر لگا ہوا ہو یا تھوڑی سی بغرض تبرک لے لے تو جائز ہے اور یہی حکم کعبہ شریف کی مٹی کا ہے (اشباہ والنظائر)۔

لیکن یہ سب اس وقت ہے کہ جب فرش مسجد پختہ اینٹوں یا پتھر کا نہو۔ اور اگر فرش پختہ ہو تو پھر وہاں سے مٹی اُٹھانا مسجد کی صفائی میں داخل اور عین ثواب ہے (کذا فی حاشیۃ الاشباہ للحموی)

مسئلہ مسجد میں تھوکنا بھی حرام ہے اُس کا مفصل بیان صفائی مسجد کے تحت میں گذر چکا ہے

مسئلہ مسجد میں وضوء کرنا اور کلی کرنا بھی ناجائز ہے۔ اگرچہ مستعمل پانی کسی برتن میں جمع کرتا رہے۔ (بدائع وحاشیہ اشباہ)

مسئلہ البتہ معتکف کے لئے جائز ہے کہ مسجد میں وضو کرے یا پیر دھوے اور مستعمل پانی کسی برتن میں جمع کرتا رہے اس طرح کہ مستعمل پانی مسجد میں نہ گرے ورنہ اُس کے لئے بھی جائز نہیں۔ (بدائع الصنائع)

مسئلہ مسجد میں کنواں کھودنا ناجائز ہے البتہ اگر پہلا کھدا ہوا ہو تو اُس کو باقی رکھا جا سکتا ہے۔ (اشباہ)

مسئلہ اگر مسجد کے دو دروازے ہوں تو ایک سے داخل ہو کر دوسرے سے گذر جانا اور مسجد کو گذرگاہ (راستہ) بنانا ناجائز ہے البتہ اگر کسی عذر سے کبھی اتفاقاً مسجد میں سے گذر گیا تو مضائقہ نہیں لیکن اس کی عادت ڈالنا ناجائز ہے اور وہ شخص جو ایسا کرے فاسق ہے۔ (اشباہ والنظائر وقنیۃ الفتاوے)

مسئلہ مسجد میں درخت بونا بھی ناجائز ہے البتہ اگر سیلابی اور تری کو دور کرنے کے لئے درخت لگائے جائیں تو مضائقہ نہیں۔ (اشباہ)

مسئلہ مسجد میں دستکاری کرنا بھی ناجائز ہے۔ مثلاً کپڑا سینا۔ ٹوپی وغیرہ بننا زیور کا جڑنا وغیرہ غرض ہر قسم کی دستکاری مسجد میں ممنوع ہے یہانتک کہ حدیث و تفسیر اور فقہ کے مسائل بھی اجرت پر لکھنا مسجد میں ناجائز ہے۔

مسئلہ بچوں کو قرآن شریف وغیرہ اجرت لیکر مسجد میں پڑھانا باتفاق ناجائز ہے اور بلا اجرت محض ثواب کے لئے بعض فقہاء نے اجازت دی ہے (کذافی الاشباہ)

لیکن بعض فقہاء اس کو بھی جائز نہیں سمجھتے کیونکہ بحکم حدیث مسجد میں بچوں کا داخل کرنا ہی ناجائز ہے۔ (کذافی حاشیۃ الاشباہ عن التمرتاشی)

مسئلہ البتہ اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھکر اس لئے دستکاری کرتا ہے کہ مسجد کی حفاظت کرے اور حفاظت مسجد کی اس کے علاوہ صورت نہو تو پھر مضائقہ نہیں (اشباہ)

مسئلہ کسی مصیبت کی وجہ سے مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے (اشباہ) اس مسئلہ کی تفصیل ضمیمہ رسالہ ہذا یعنی آداب المساجد میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

مسئلہ مسجد میں عقد نکاح مستحب ہے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل ضمیمہ میں دیکھئے۔

مسئلہ مسجد میں جماع کرنا اور پاخانہ پھرنا اگرچہ کسی برتن میں ہو حرام ہے اور مسجد کی چھت بھی ان تمام احکام میں مسجد ہی کے حکم میں ہے اس لئے کہ جس زمین مسجد ہی اس کا بالائی حصہ آسمان تک اسی حکم میں رکھا گیا ہے۔ البتہ اگر بوقت بنار مسجد اس کا بالائی حصہ یا تحتانی حصہ تہ خانہ یا دکان کے لئے مسجد سے مستثنیٰ کر لیا گیا ہو تو وہ مسجد کے حکم میں نہو گا۔ یہ استثنا اس وقت جائز ہوگا جبکہ اس کی آمدنی مسجد پر وقف ہو (کما سیاتی)

مسئلہ جس شخص نے کوئی بدبودار چیز کھائی ہو اس کو مسجد میں داخل ہونا اسوقت تک جائز نہیں جب تک بدبو اپنے منہ سے دور نکرے۔ حدیث میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہماری مسجدوں سے الگ رہے اس لئے کہ جن چیزوں سے انسانوں کو ایذا ہوتی ہے فرشتوں کو بھی انسے تکلیف پہونچتی ہے جیساکہ صفائی مسجد کے بیان میں گذر چکا ہے۔

طبرانی کی روایت میں مُولی کو بھی لہسن اور پیاز کی ساتھ شمار کیا ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس شخص کے منھ میں پیاز وغیرہ کی بدبو پائی جاتی تھی اُس کا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر نکالدیا جاتا تھا۔ (حاشیہ اشباہ)

فائدہ علامہ ابن قیم رح نے طب نبوی میں لکھا ہے کہ جو شخص مولی کھانے کے وقت شروع ہی میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے تو منھ میں اُس شخص کے بدبو پیدا نہ ہوگی۔ (حاشیہ اشباہ)

مسئلہ جو آدمی گندہ دہن ہو اُس کا حکم بھی ایسا ہی ہے جیسے لہسن پیاز کھانے والے کا۔ (حاشیہ اشباہ)

مسئلہ گندہ دہن اور لہسن و پیاز کھانے والے آدمی کو دوسرے نمازی اپنی پاس کھڑے ہونے سے منع کر سکتے ہیں۔

مسئلہ حقہ سگریٹ پینے والے اور تمباکو کھانے والے کا بھی تمام چیزوں میں یہی حکم ہے۔ جب تک تمباکو کی بدبو منھ سے دور نکرے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ اُس آدمی کو جو جذام (کوڑھ) میں مبتلا ہو مسجد کے گھڑوں اور پیالوں سے پانی پینے سے منع کیا جا سکتا ہے۔ حاشیہ اشباہ

مسئلہ جس شخص کے کپڑوں میں پسینہ کی بدبو ہو یا اور کسی چیز کی بدبو ہو۔ جیسے تیلیوں اور موچیوں کے کپڑوں میں ہوتی ہے تو اُس کا حکم بھی بعینہ وہ ہے جو لہسن اور پیاز کھانے والوں کا ہے۔ جب تک بدبودار کپڑے علیحدہ نہ کریں مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔

امام مالک نے فرمایا ہے کہ تیلی اور موچی اگر ان کے کپڑے صاف نہو تو صف اول میں کھڑے نہوں بلکہ آخر صف میں کھڑے ہوں۔ (حاشیہ اشباہ حموی)

مسئلہ موذی آدمی اور جانوروں کو مسجد سے روکا جا سکتا ہے۔

مسئلہ مسجد کے اندر جنازہ کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ اگر جنازہ مسجد سے باہر ہو اور جماعت مسجد کے اندر پڑھی جائے تو یہ بھی مکروہ ہے لیکن بضرورت کیا جائے تو جائز ہے (اس مسئلہ کی مزید تفصیل ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں)

مسئلہ مسجد میں خرید و فروخت اور جملہ عقود (معاملات) نکاح کے علاوہ ناجائز ہیں البتہ معتکف کے لئے بقدر حاجت جائز ہے بشرطیکہ سامان فروخت مسجد میں داخل نکرے

مسئلہ گم شدہ چیز کے لئے مسجد میں اعلان کر کے تلاش کرنا بھی ناجائز ہے البتہ اگر مسجد ہی میں کوئی چیز گم ہوئی ہو تو اُس کو وہاں لوگوں سے دریافت کر سکتا ہے۔

مسئلہ مسجد میں اشعار پڑھنا اور کھانا کھانا اور سونا جائز نہیں البتہ اگر اشعار نصیحت و وعظ کے ہوں یا آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح یا حقانیت اسلام کے متعلق ہوں تو اُن کو مسجد میں پڑھنا اس شرط پر جائز ہے کہ نمازیوں اور ذکر و شغل کرنے والوں کو اُس سے تشویش نہ ہو۔

مسئلہ مسافر اور معتکف کیلئے مسجد میں کھانا اور سونا جائز ہے۔ (اشباہ)

مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا

مسئلہ جو دنیا کی باتیں خارج مسجد جائز اور مباح ہیں مسجد میں وہ بھی ناجائز ہیں اور جو خارج مسجد بھی ناجائز ہوں وہ مسجد میں سخت حرام ہیں۔

فتح القدیر میں لکھا ہے کہ مسجد میں دنیا کی باتیں نیکیوں کو اس طرح کھا لیتی ہیں جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا لیتی ہے۔ اور خزانۃ الفقہ میں لکھا ہے کہ جو شخص مسجد میں دنیا کی باتیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے چالیس دن کے عمل حبط کر دیتا ہے۔ (اشباہ)

مسئلہ اگر باتیں کرنے کی غرض سے مسجد میں نہ بیٹھے بلکہ اتفاقی طور سے کوئی دنیا کی ضروری بات آہستہ سے کہدے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (اشباہ)

لیکن اولےٰ یہ ہے کہ اس سے بھی بچے جیسا کہ صحابہ کرام اور سلف صالحین کے عمل سے ظاہر ہے۔

حکایت حضرت رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے تھے اُن کا غلام آیا اور کچھ دنیا کی بات اُن سے دریافت کرنے لگا۔ آپ وہاں سے اُٹھکر مسجد سے باہر آ گئے اور پھر جواب دیا۔

مسئلہ۔ مسجد میں ذکر جہر کرنا اور آواز سے تلاوت قرآن کرنا وغیرہ سب ناجائز ہیں (غلاصۃ الفتاوی) البتہ اگر مسجد میں کوئی آدمی نماز یا تسبیح و تحلیل وغیرہ میں مشغول نہ ہو تو پھر بعض علماء نے اجازت دی ہے (بیان ذکر الذاکر للشیخ عبد الوہاب الشعرانی) اور بعض علماء نے مسجد میں جہراً ذکر کرنے اور جہراً قرآن پڑھنے کو مطلقاً ناجائز فرمایا ہے۔ (اس مسئلہ کی مزید تفصیل اور پوری تحقیق ضمیمہ رسالہ ہذا میں ضرور دیکھئے۔

تنبیہ افسوس کہ لوگ آج کل اس سے بہت غافل ہیں اکثر تو دنیا کی باتوں ہی میں اس قدر شور کرتے ہیں کہ مہذب چوپالوں اور نشستگاہوں میں بھی ایسا نہیں ہوتا۔ خدا کی پناہ۔ شریعت اسلام تو مسجد میں آواز سے تلاوت قرآن اور ذکر جہر کو ناجائز قرار دے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ بازاروں کے شور سے بچو اور مسلمانی کا دعوے کرنے والے دنیا کی باتوں سے مسجد کو بازار کا نمونہ بنائیں ؎

ہرگزم باور نمی آید زروے اعتقاد　　　　ایں ہمہ کردن و دین پیمبر داشتن

خدا مقدس فرشتے اُن کے دست ظلم سے سخت ضیق میں ہیں وہ خوش ہیں کہ ہم مسجد سے ثواب گٹھری باندھکر لے چلے لیکن ؎

خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے　　　　حاصل خواجہ بجز پندار نیست

ثواب کا تو کہنا کیا ڈر ہے کہ کہیں پہلے کئے دھرے عمل بھی اس گستاخی اور بے ادبی کی نذر نہ ہو گئے ہوں ؎

حاصل خود کرد صرف کیمیا　　　　ہیچ چیز از کیمیا حاصل نکرد

جب مباح شور سے تمام انسانوں اور فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے تو اس ناجائز طوفان بے تمیزی سے کیا کچھ ایذا نہوتی ہوگی اور فرشتے کیا کچھ اُس کیلئے بد دعا نکرتے ہوں گے۔ یاد رہے کہ جو لوگ مسجدوں میں شور کر کے تسبیح و تہلیل کرنے والے اور نماز پڑھنے والے فرشتوں اور انسانوں کے ذکر و شغل میں خلل ڈالتے ہیں وہ اس آیت کے ماتحت وعید میں داخل ہیں۔

[وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا۔]

ترجمہ اور اُس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو خدا کی مسجدوں میں اُس کے ذکر کو منع کرے اور مسجدوں کے ویران ہونے کی کوشش کرے۔

یہ آیت اگرچہ کفار کے بارہ میں نازل ہوئی ہے لیکن مسلمانوں کے لئے یہ اور بھی زیادہ ڈرنے کی چیز ہے کہ ان کے افعال کفار کے مشابہ ہونے لگیں پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ آیت میں ذکر اللہ سے منع کرنے اور مساجد کی بربادی میں کوشش کرنی سے یہ مراد نہیں کہ کفار نے مسجد پر قفل ڈالدیا تھا یا اس کے منہدم کرنے کی کوشش کرتے تھے کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہے بلکہ ذکر اللہ کی ممانعت اور مسجد کی بربادی سے مراد صرف یہ ہے کہ وہ لوگ شور و شغب وغیرہ کے ذریعہ سے اس قسم کے اسباب پیدا کرتے تھے جو ذکر اللہ میں حارج ہوں اور اسی کو مسجد کی بربادی کہا گیا کیوں کہ مسجد کی آبادی ذکر سے اور بربادی اُس کے چھوڑنے سے خدا کے لئے وہ مسلمان ذرا خدا سے ڈریں جن کی حرکات سے لوگوں کی نماز اور ذکر اللہ میں حرج ہوتا ہو۔

حکایت۔ ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز میں تھے ایک شخص آیا جو کچھ چیز لئے ہوئے تھا اُس کو صف کے آگے ڈالدیا اور خود نماز میں شریک ہو گیا (جیسا کہ آج کل عموماً کیا جاتا ہے) فاروق اعظم رضہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اسکو سزا دی کہ تو نے نمازیوں کو تشویش میں ڈالا۔ (کتاب الاعتصام للشاطبی)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو نمازیوں کے آگے اس طرح ڈالنا یا اٹھانا کہ اونکی توجہ اُس کی طرف پھر جائے بُرا ہے۔ لیکن اگر بضرورت حفاظت اپنے ضروری سامان کو آہستہ سے اس طرح سامنے رکھدے کہ نمازیوں کو تشویش نہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ مسجد میں ہوا خارج کرنا ناجائز ہے اس لئے کہ فرشتوں کو ہر اوس چیز سے ایذا ہوتی ہے جس سے انسانوں کو ایذا ہوتی ہے۔ (اشباہ و حاشیہ اشباہ)

تنبیہ اس حکم (عدم جواز) سے معتکف بھی مستثنی نہیں ہے بلکہ اس ضرورت کے لئے بھی مسجد سے باہر جانا اسی طرح جائز ہے جیسے پیشاب پاخانہ کے لئے۔

مسئلہ مسجد میں جھگڑا کرنا بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ مسجد میں فرش بچھانا اور چراغ جلانا سنت ہے لیکن صرف اُسی حد تک کہ جس کی ضرورت ہے۔

مسئلہ مسجد کا چراغ تہائی رات تک جلایا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص بیٹھے تو اپنا چراغ جلائے (خلاصۃ الفتاوے) البتہ اگر اہل چندہ تصریحاً تمام رات جلانے کی اجازت دیدیں تو پھر جائز ہے

مسئلہ خاص خاص راتوں میں مثلاً رمضان میں ختم قرآن کی رات میں زیادہ چراغ یا قندیل وغیرہ روشن کرنا بدعت اور ناجائز ہے اور بہت سے مفاسد پر مشتمل ہے۔ اول تو اس میں مجوس کی عبادت اور ہندوؤں کی دوالی کی ساتھ مشابہت ہے اور حدیث میں کافروں کی ساتھ مشابہت پیدا کرنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں مثلاً حدیث میں ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ (رواہ احمد وحسنہ السخاوی فی المقاصد الحسنۃ)

یعنی جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے دوم اس چراغان کی وجہ سے مسجد کھیل تماشہ کی جگہ بنجاتی ہے چھوٹے بچے اور نااہل لوگ جمع ہوکر شور کرتے ہیں (حاشیہ اشباہ مختصراً)

مسئلہ جو شخص مسجد کے ایک دروازہ سے داخل ہوکر دوسرے سے گذرنیکا عادی ہوگیا ہو وہ گناہ گار اور فاسق ہے (اشباہ)

مسجد میں اپنے نماز پڑھنے کے واسطے کوئی جگہ مقرر کرلینا بھی منع ہے اور اگر کوئی شخص ہمیشہ ایک ہی جگہ بیٹھا رہتا ہو تو یہ جگہ اُس کے لئے شرعاً متعین نہیں ہوتی اگر کوئی شخص اُس سے پہلے جاکر اُس جگہ بیٹھ جائے تو اسکو وہاں سے اُٹھانیکا حق نہیں۔ (اشباہ مع حاشیہ)

مسئلہ اہل محلہ کے لئے جائز ہے کہ وہ ایک مسجد کی دو کردیں یا دو مسجدوں کی ایک بنادیں۔ (اشباہ)

مسئلہ ایک مسجد کا سامان مثل لوٹے یا صحف بوریا وغیرہ کا دوسری مسجد میں عاریۃً لینا جائز نہیں۔ (اشباہ)

مسئلہ مسجد میں اپنے گھروں کا سامان رکھنا جائز نہیں۔ البتہ فتنہ عامہ جنگ وغیرہ کے زمانہ میں اگر عام خوف ہو تو اُس وقت گھروں کا سامان مسجد میں بند کیا جاسکتا ہے۔ (اشباہ)

مسئلہ مسجد کے دروازہ کو قفل لگانا جائز ہے۔ اگر سامان مسجد کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو کسی آدمی کے ذریعہ سے حفاظت کی جائے۔

(خلاصۃ الفتاوے صفحہ ۲۲۷ جلد ۱)

اگر حفاظت کی اور کوئی صورت نہ ہو تو پھر اس طرح قفل لگانا جائز ہے کہ نمازوں کے اوقات میں کھولدیا جایا کرے۔ (خلاصہ نقلا عن الجامع الصغیر)

مسئلہ مسجد میں بوریا وغیرہ رکھنے کے لئے کوئی چھوٹی سی کوٹھری بنالی جائے تو جائز ہے۔

مسئلہ مسجد کا چراغ اپنے گھر یا حجرہ میں لیجانا جائز نہیں (خلاصۃ الفتاوے صفحہ ۲۲۹ جلد ۱)

فائدہ اسی حکم میں مسجد کے لوٹے اور دیگر سامان بھی داخل ہیں۔

مسئلہ اگر مسجد میں ایک طرف وعظ ہو رہا ہے اور دوسری طرف قرأت قرآن تو جو آدمی عالم نہیں اور معانی قرآن مجید کو خود نہیں سمجھتا اُس کے لئے وعظ سننا اولیٰ ہے اور جو خود قرآن مجید کے معانی سمجھتا ہے اس کے لئے قرآن مجید سننا اولیٰ ہے۔ (شامی)

مسئلہ مسجد کی دیواروں پر لکھنا درست نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ اگر مسجد کی چھت یا دیوار وغیرہ میں چمگادڑ یا اور کوئی جانور گھونسلہ بنالے تو اُس کا گرادینا جائز ہے۔ لیکن مسجد کے علاوہ اور جگہوں میں نہ گرایا جائے کیونکہ حدیث میں ہے۔ اقروا الطیر علی مکناتھا۔ یعنی پرندوں کو اپنے گھونسلوں میں رہنے دو۔ (قنیہ ضمیمہ) اس مسئلہ کی پوری تحقیق ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

مسئلہ اگر مسجد میں تنگی ہو تو نماز پڑھنے والے کو حق ہے کہ بیٹھے ہوئے آدمی کو اُس کی جگہ سے ہٹادے اگرچہ وہ ذکر یا قرات قرآن یا درس تدریس میں مشغول ہو یا معتکف ہو۔ (قنیہ)

مساجد کے چند مخصوص احکام

مسئلہ- اگر مسجد میں جماعت ہوتی ہو اور صفوف سے علیحدہ کوئی شخص امام کے پیچھے اقتدا کرے تو یہ اقتدا درست ہو جائے گی مثلاً مسجد کے ایک حصہ میں جماعت ہو رہی ہے اور درمیان میں چند صفوں کی جگہ چھوڑ کر کچھ آدمی اس امام کے اقتدا میں نماز پڑھنا شروع کر دیں تو نماز ادا ہو جائے گی- اور علاوہ مسجد کے اور کسی مکان میں اس طرح اقتدا ہی جائز نہیں ہوتی اور اسی بنا پر نماز بھی بصورت اقتدا نہیں ہوتی- بلکہ علاوہ مسجد کے اور سب جگہوں میں صحت اقتدا کے لئے اتصال صفوف شرط ہے۔ (قنیہ در مختار وغیرہ)

مسئلہ مسجد کے احاطہ میں جو عموماً سہ دری یا کمرے وغیرہ بنے رہتے ہیں یا خالی صحن پڑا رہتا ہے جس کو فنا مسجد کہتے ہیں اُنکا حکم بھی اس بارہ میں مسجد ہی کا سا حکم ہے یعنی صحت اقتدا کے لئے اتصال صفوف شرط نہیں۔ (خلاصۃ الفتاوے صلاہ جلد ۱)

مسئلہ عیدگاہ کا بھی اس معاملہ میں مسجد کا سا حکم ہے اگرچہ اکثر احکام میں وہ بحکم مسجد نہیں۔

تنبیہ مسجد میں بغیر اتصال صفوف کے بھی اقتدا ہو جاتی ہے اور فرض نماز ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسا فعل کرنا جائز ہے کیونکہ جماعت میں صفوں کا متصل کرنا اور درمیان کی گنجائش کو بھرنا واجب ہے اور اُس کے خلاف کرنے پر حدیث میں سخت سخت وعیدیں مذکور ہیں اور درمیان کی گنجائش کو بھرنے کا بہت بڑا ثواب عظیم ہے۔

حدیث میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یا تو اپنی صفوں

کو درست کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے مسخ کر دے گا۔ (مشکوٰۃ)

مسئلہ جو مسجد نماز جنازہ یا عید کے لئے بنائی جائے اُس کے لئے اتصال صفوف کے علاوہ اور مسائل میں مسجد کا حکم نہیں۔ (خلاصہ صفحہ ۲۲۷ جلد ۱)

مسئلہ اگر محلہ میں دو مسجدیں ہوں تو اُن میں جو قدیم ہے اُس میں نماز پڑھنا افضل ہے اور اگر قدامت میں دونوں برابر ہوں تو جو گھر سے زیادہ قریب ہو اُس میں افضل ہے۔ اور اگر قرب میں بھی برابر ہوں تو پھر اختیار ہے کہ جس میں چاہے پڑھے پھر اگر دونوں مسجدوں میں سے ایک کی جماعت کم ہو اور دوسری کی زیادہ تو اگر یہ شخص عالم ہے تو اُس مسجد میں نماز پڑھے جس کی جماعت کم ہے تاکہ اُس کی وجہ سے اُس کی جماعت بڑھ جائے ورنہ اختیار ہے جس میں چاہے پڑھے لیکن مناسب یہ ہے کہ دونوں میں سے جس کا امام زیادہ نیک اور مسئلہ مسائل کا جاننے والا ہو اُس کو اختیار کرے۔ (خلاصۃ الفتاوے صفحہ ۲۲۸ جلد ۱)

مسئلہ جس شخص کو اپنے محلہ کی مسجد میں جماعت نہ ملی تو اچھا یہ ہے کہ کسی دوسری مسجد میں جا کر جماعت سے پڑھے یا اپنے گھر لوٹ جائے اور وہاں اپنی اہل کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ اگر اپنے محلہ کی مسجد میں تکبیرہ اولیٰ یا ایک دو رکعت فوت ہونے کا خیال ہو تب بھی افضل یہی ہے کہ اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھے دوسری مسجد میں نہ جائے اگرچہ وہاں پوری جماعت مل سکتی ہو۔ (خلاصہ صفحہ ۲۲۸ جلد ۱)

مسئلہ اگر اپنے گھر میں نماز شروع کی اور پھر محلہ کی مسجد یا اور کسی مسجد میں اقامت کی آواز سنی تو نماز کو نہ توڑے بلکہ پوری کر لے۔ (خلاصہ)

مسئلہ اذان کے بعد بغیر نماز پڑھے مسجد سے نکلنا ناجائز ہے جبکہ یہ مسجد محلہ کی مسجد ہو۔ ورنہ جائز ہے کہ وہاں سے نکل کر اپنے محلہ کی مسجد میں نماز ادا کرے بشرطیکہ محلہ کی مسجد میں جماعت ملنے کا یقین ہو لیکن اس صورت میں بھی افضل یہی ہے کہ وہاں سے نہ نکلے۔

مسئلہ مسجد میں برقی پنکھا لگانا جائز ہے لیکن ابن الحاج ملی رحمۃ اللہ نے مدخل میں اس کو بھی ایک درجہ کی بدعت فرمایا ہے کیوں کہ زمانہ سلف صالحین میں اسکا دستور نہ تھا انتہی۔ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاوی میں فرمایا ہے کہ اگرچہ اس کے بدعت شرعیہ ہونے میں تامل ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ ترک ہی افضل ہے اور اسی میں سلف کا پورا اتباع ہے۔ (مجموعہ فتاوے مولانا عبدالحی صاحبؒ)

مسئلہ فاحشہ عورت نے اگر اپنی حرام آمدنی سے مسجد بنادی تو وہ مسجد نہیں ہے اور نہ اسکو اس کا کوئی ثواب۔ (مجموعہ فتاوی مولانا عبدالحیؒ) اس مسئلہ کی مزید تفصیل اور پوری تحقیق ضمیمہ رسالہ ہذا میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

مسئلہ کسی مسجد کو عمدہ بنانے کی غرض سے منہدم کرنا جائز نہیں جبتک کہ اُس کے گر جانے کا خطرہ نہ ہو اور اگر منہدم ہو جانے کا خطرہ ہو تو اہل محلہ کیلئے اُس کا گرا دینا جائز ہے۔ کذا فی السراج المنیر۔ (از مجموعۃ الفتاوی)

مسئلہ اگر کوئی مسجد شکستہ اور ویراں ہو کر نماز پڑھنے کے قابل نہ رہے یا جو محلہ وہاں آباد تھا وہ ویران ہو گیا اور اس بنا پر وہاں مسجد کی ضرورت نہ رہی تب بھی وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی کسی کی ملک نہ بنے گی۔ درمختار اور بحرالرائق وغیرہ میں اسی پر فتوے دیا ہے۔

مسئلہ اگر کوئی مسجد اس طرح بنائی جائے کہ نیچے دکانیں یا تہ خانہ وغیرہ بنا کر اُن کی چھت پر مسجد کا صحن یا مسجد کی کوئی عمارت رہے تو یہ اس شرط پر جائز ہے کہ نیچے کی دکانیں مسجد کی طرح وقف ہوں اور ان کی آمدنی مسجد کے مصالح میں صرف ہو اور اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ مسجد کی چھت پر کوئی مکان بغرض مصالح مسجد بنا دیا جائے۔ ان دونوں صورتوں میں اُس مسجد کی مسجدیت میں کوئی خلل نہ آئیگا چنانچہ فتاوے شامی میں بحوالہ اسعاف نقل کیا ہے۔

وبہ صرح فی الاسعاف فقال واذا کان السرداب او العلو لمصالح المسجد او کانا وقفاً علیہ صار مسجداً۔

ترجمہ یعنی اگر مسجد کے نیچے کا تہ خانہ یا اوپر کا بالاخانہ مسجد ہی کے سامان وغیرہ رکھنے کے لئے ہو یا مسجد پر وقف ہو یعنی اور اُس کی آمدنی مسجد میں صرف ہوتی ہو تو یہ مسجد ہو جائے گی۔ (اس مسئلہ کی مکمل تحقیق ضمیمہ رسالہ ہذا میں ملاحظہ فرمائیے)

مسئلہ اس صورت میں نیچے کی دکانیں اور اوپر کا مکان وغیرہ مسجد میں داخل نہ ہوگا اور اسی بنا پر اُن کا کرایہ پر دینا اُن میں تجارت کرنا غسل کی حاجت والے آدمی اور حیض و نفاس والی عورت کا اُن میں داخل ہونا وغیرہ سب جائز ہوگا۔

تنبیہ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ صورت صرف اُسی وقت ہو سکتی ہے کہ مسجد بنانے کے وقت اوّل ہی بنانے والے نے اوپر کے مکان یا نیچے کے تہ خانہ یا دکان وغیرہ کو مسجد سے علیٰحدہ کر کے کرایہ پر دینے اور اُس کو مسجد پر وقف کرنے کی نیت کرلی ہو۔ ورنہ اگر اول مسجد بنا دی گئی تو پھر بعد میں اُس کے نیچے کوئی دکان یا اوپر کرایہ کے لئے مکان بنانا ہرگز جائز نہیں کیوں کہ مسجد کے اوپر آسمان تک اور نیچے زمین کی انتہا تک سب کا سب قیامت تک کے لئے مسجد ہے اُس میں سے کسی جزو کو اب مسجد سے علیٰحدہ نہیں کیا جا سکتا اور ایسی ہی صورت کیلئے شروع رسالہ میں لکھا جا چکا ہے کہ مسجد کی چھت تمام احکام میں مسجد کی برابر محترم ہے اُس پر پیشاب پاخانہ یا جماع وغیرہ کرنا اور حائضہ عورت وغیرہ کا اُس میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ مسجد کے جزو کو مسجد سے علیٰحدہ کر کے اور کوئی چیز بنانا ہرگز جائز نہیں اگرچہ وہ مصالح مسجد ہی کی متعلق ہوں مثلاً مسجد کے فرش میں حوض بنانا یا زینہ وغیرہ بنانا۔ البتہ مسجد بنانے کے وقت اوّل سے حوض وغیرہ کی جگہ متعین کر کے الگ کرلی جائے تو جائز ہے جیسا کہ عموماً دستور ہے۔

مسئلہ مشترک زمین میں بغیر اجازت شرکا مسجد بنانا جائز نہیں اور اگر بنا دی جائے تو اُس میں نماز پڑھنے والے کو مسجد کا ثواب حاصل نہ ہوگا بلکہ ایسی مسجد میں نماز نہ پڑھنا چاہیے (مجموعہ فتاوے مولانا عبدالحی صاحب)

مسئلہ۔ کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اپنے گھر کا دروازہ مسجد کی دیوار میں کھول لے اگرچہ یہ شخص مسجد میں درس دیتا ہو۔ البتہ اگر مسجد ہی کا کوئی مکان امام کے لئے بنایا گیا ہو تو اُس میں دروازہ مسجد کی طرف رکھا جا سکتا ہے (قنیۃ الفتاویٰ صـ ۱۹)

مسئلہ۔ اگر کوئی مسجد ویران اور منہدم ہو جائے اور وہاں کوئی محلہ بھی باقی نہ رہے جس سے اُس کی آبادی کی آئندہ توقع ہو۔ بلکہ وہ محض مسمار پڑی ہو تو ایسی صورت میں بعض فقہاء، قاضیخان۔ ملا خسرو وغیرہ نے اس کی اجازت دی ہے کہ اُس مسجد کا سامان نقل کر کے کسی دوسری مسجد میں لگا دیا جائے اور اُس جگہ کو محفوظ اور محترم رکھا جائے اس لئے کہ وہ قیامت تک مسجد ہی ہے۔

لیکن جمہور فقہاء کے نزدیک اُس وقت بھی اُس کا نقل کرنا جائز نہیں بلکہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اوسی مسجد کی تعمیر کی کوشش کرے تاکہ اُس طرف سے گذرنے والے مسلمان اُس میں نماز پڑھا کریں۔ بحر الرائق۔ سعادۃ المساجد خزانۃ المفتیین وغیرہ فقہ کی معتبر کتابوں میں جمہور کا فتوے اسی پر نقل کیا ہے و اللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔

مسجد ضرار کی تعریف اور اسکا حکم

مسجد ضرار اصل میں وہ مسجد تھی جس کو منافقین نے اس غرض سے بنایا تھا کہ مسجد قبا کی جماعت میں تفریق پیدا ہو اور مسلمانوں میں اس تفریق سے آپس کی الفت کم ہو نیز منافقین اُس میں جمع ہو کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن و تشنیع وغیرہ کیا کریں۔ قرآن مجید نے اس مسجد کے متعلق حکم فرمایا۔ لا تقم فیہ ابداً آپ اُس مسجد میں کبھی کھڑے نہ ہوں جس کا مطلب یہ ہے کہ اُس مسجد میں ہرگز نماز نہ پڑھیں۔

اس لئے مسلمانوں پر واجب ہے کہ جب مسجد بنائیں تو اسکا خیال رکھیں کہ اُس کی غرض کسی اور مسجد کی جماعت کم کرنا یا مسلمانوں میں تفریق ڈالنا یا فخر و مباہات

ہرگز نہ ہو ورنہ نیکی برباد گنہ لازم کا مصداق ہوگا۔ اور یہ مسجد مسجد ضرار کے مشابہ ہوگی۔ اس مسئلہ کی تفصیل ضمیمہ میں دیکھئے۔

تفسیر کشاف میں نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت فاروق اعظمؓ کے ہاتھ پر ملک فتح کئے تو آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے محلوں میں مسجدیں بنائیں مگر ایسی دو مسجدیں نہ بنائیں کہ جن میں ایک سے دوسری کو ضرر نہ پہونچے یعنی کسی ایک کی غرض دوسری مسجد کی جماعت توڑنا اور کم کرنا نہ ہو۔

مسئلہ اگر ایک مسجد کے نمازیوں میں آپس میں کسی وجہ سے اختلاف رہتا ہو اور بغرض رفع فساد کوئی فریق دوسری مسجد بنائے تو یہ مسجد مسجد ضرار کے حکم میں داخل نہ ہوگی۔

مسئلہ اگر کسی مسجد میں مقلدین اور غیر مقلدین کا آپس میں جھگڑا رہتا ہو اور کوئی فریق دوسری مسجد بنائے تو یہ بھی مسجد ضرار کے حکم میں نہیں۔

مسئلہ اگر محلہ میں مسجد موجود ہے لیکن کچھ لوگ کاروبار میں رہنے کی وجہ کر وہاں کی جماعت میں شریک ہونے سے محروم رہتے ہوں وہ لوگ اگر اپنے گھروں کے بالکل متصل مسجد بنالیں تو یہ بھی مسجد ضرار میں داخل نہیں بشرطیکہ اُن کی غرض مسجد قدیم کی جماعت توڑنا نہ ہو۔ لیکن پھر بھی اولیٰ یہ ہے کہ نماز مسجد قدیم میں ادا کی جائے۔ (مجموعہ فتاویٰ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

عیدگاہ کا حکم

اسی رسالہ میں گذر چکا ہے کہ اقتداء کے مسئلہ میں عیدگاہ کا حکم مسجد کی برابر ہے یعنی جیسے مسجد میں باوجود صفوں کے متصل نہونے کے اقتداء درست ہے ٹھیک ویسے ہی عیدگاہ میں اگرچہ صفیں متصل نہ ہوں تب بھی امام کے ساتھ اقتداء درست ہوجائیگی۔ اس کے علاوہ اکثر احکام میں عیدگاہ کا حکم مسجد کے خلاف ہے۔ مثلاً غسل کی حاجت والا آدمی اور حیض ونفاس والی عورت اس میں داخل ہوسکتے ہیں۔ مزید تفصیل در ضمیمہ۔

ضمیمہ مسائل ضروریہ

ماخوذ از امداد الفتاوی از افادات حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم

مسئلہ۔ ایک مسجد میں دو جگہ تراویح پڑھنا بشرطیکہ ازراہ نفسانیت نہو اور آوازوں کے تصادم سے لوگوں کو تکلف نہو جائز ہے مگر افضل یہی ہے کہ ایک ہی امام کیساتھ سب پڑھیں جیسا کہ بخاری کی حدیث میں عبدالرحمن ابن القاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی رمضان میں ایک روز مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ کوئی شخص تنہا تراویح پڑھ رہا ہے اور کوئی دو چار آدمیوں کی ساتھ حضرت فاروق اعظم رضی نے ان متفرق پڑھنے والوں پر کوئی تشنیع نہیں فرمائی مگر ایک امام کیساتھ پڑھنے کو افضل فرمایا (بخاری جلد اول صفحہ ۲۶۹)

مسئلہ۔ نابالغ کی زمین میں مسجد بنانا جائز نہیں اگرچہ وہ اجازت دیدے۔ (تتمہ امداد الفتاوی صفحہ ۱۳۲)

مسئلہ۔ اگر گورنمنٹ کوئی زمین مسجد کیلئے دیدے اور اسکو واپس نہ لے تو یہ وقف جائز ہے اور اس زمین پر جو مسجد بنی ہو وہ مسجد کے حکم میں داخل ہے کیونکہ وقف علی المسجد حکم میں وصیت للمسجد کے ہے اور غیر مسلم اگر کسی مسجد کیلئے وصیت کرے تو اسکا حکم یہ ہے کہ اگر وہ اسکو ثواب سمجھتا ہے تو وصیت صحیح ہے ورنہ نہیں۔ پس موجودہ گورنمنٹ اگر مسجد کیلئے زمین دینے کو ثواب سمجھتی ہے تب تو وقف کے صحیح ہونے میں شبہ ہی نہیں اور اگر اسکا یہ اعتقاد نہو تو اسکی توجیہ یہ ہے کہ یہ زمین جو گورنمنٹ دیتی ہے وہ حقیقت میں رعایا کی ہوتی ہے اور ممبران میونسپلٹی کے مشورہ سے دیتی ہے اور ممبران میونسپلٹی وکیل ہوتے ہیں رعایا کے اور رعایا میں یا ہندو ہیں یا مسلمان اور اکثر ہندو بھی ایسے مصارف کو قربت و ثواب ہونیکا اعتقاد رکھتے ہیں لہذا یہ وقف جائز ہے۔ (تتمہ صفحہ ۱۳۹ ج ۱)

مسئلہ۔ کافر اگر مسجد میں چندہ دے تو اسمیں یہ تفصیل ہے کہ اگر کافر اسکو ثواب سمجھتا ہے تو لینا جائز ہے ورنہ نہیں درمختار کی کتاب الوصیت میں یہ تفصیل ہے مگر گفتگو اسمیں ہے کہ آیا دینے والے کی رائے معتبر ہے یا اسکے مذہب کا حکم مشہور قول ہے اور احقر کے نزدیک شق ثانی ہے یہ تو حکم فی نفسہ ہے۔ لیکن عوارض خارجیہ کو دیکھتے ہوئے کفار کا چندہ لینا مناسب معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اسمیں انکا احسان مسلمانوں پر ہوگا والاسلام یعلو ولا یعلی (تتمہ امداد الفتاوی صفحہ ۱۴۳ ج ۱)

مسئلہ۔ کسی مملوک مکان کی کھڑکی مسجد میں کھولنا اگر آمد و رفت کیلئے ہے تو جائز نہیں اور اگر محض ہوا وغیرہ کیلئے کھولا ہو جس دیوار میں کھڑکی ہوتا ہے وہ اسکی مملوکہ ہے اور کوئی غرض فاسد نہو نیز اس سے مسجد و اہل مسجد کو کسی قسم کا حرج و ضرر نہ پہنچے تو جائز ہے اور اگر کوئی نقصان یا بے احتیاطی ہو تو یہ جائز نہیں۔ مثلاً وہاں سے مسجد میں دھواں جائے۔ یا خس و خاشاک اس سے پھینکا جائے تو منع ہے۔ (امداد الفتاوی مستخرجاً من بعض عبارات الہدایہ)

مسئلہ۔ مساجد میں آواز دار گھنٹہ رکھنا جائز ہے جیسا کہ فقہائے طبل سحر کی اجازت لکھی ہے (تتمہ صفحہ ۱۴۲ ج ۱)

بعد الحمد والصلوٰۃ آداب المساجد ایک رسالہ ہے مؤلفہ محمد شفیع صاحب دیوبندی سلمہ کا۔ اُس کے طبع مکرر کے وقت مولوی صاحب نے رسالہ کے بعض مقامات پر نشان بنا کر مجھ سے نظرثانی کی استدعا فرمائی اُن مقامات پر میں نے جو لکھا ہے اُس کا نام داب المساجد (بمعنے افشان کما فی القاموس بابدال الھمزۃ کما قراء السوسی) رکھدیا۔ اول تو رسالہ کی نشان کردہ عبارت نقل کی گئی اور جہاں کچھ استفساری عبارت تھی اُس کے بعد وہ لکھدی پھر اقول سے اپنا مشورہ لکھدیا اور دو مقام پر بلا درخواست کچھ مضمون ضروری سمجھکر لکھدیا۔ اور اسی زمانہ میں دو سوال دوسری جگہ سے آ گئے تھے اُنکا جواب بھی بمناسبت رسالہ بطور ضمیمہ کے اُس کے ساتھ ملحق کردیا۔ وباللہ الاستعانۃ والیہ الالتجاء والاستکانۃ۔

کتبہ

اشرف علی۔ ۱۳ رمضان ۱۳۴۶ھ

اُن کاموں کا بیان جو مسجد میں ناجائز یا مکروہ ہیں

قولہ (مسئلہ) کسی معصیت کی وجہ سے مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے (اشباہ)

اقول۔ فقہاء کے اقوال سے اس باب میں جو احقر سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ طاعت کی تو مطلقاً مسجد میں اجازت ہے الا لعارض۔ اور معصیت کی مطلقاً ممانعت ہے خواہ خاص اُس طاعت و معصیت ہی کی نیت سے مسجد میں گیا ہو خواہ پہلے سے مسجد میں موجود ہو اور اتفاقاً اُس طاعت و معصیت کا صدور ہو گیا ہو۔ اور جو امر نہ طاعت ہو نہ معصیت بلکہ مباح ہو اُس کے لئے خاص مسجد میں جانا تو مکروہ ہے اور اگر پہلے سے مسجد میں حاضر ہے اور اتفاقاً اُس مباح کی حاجت پیش آ گئی لیکن اُس کی نیت سے مسجد میں نہیں گیا بلکہ کسی طاعت کے لئے گیا اور وہاں اُس مباح میں بھی اشتغال ہو گیا تو بشرط

عدم انکار جائز ہے پس اس مسئلہ کا محمل وہ صورت ہے کہ خاص اسی غرض سے مسجد میں جا کر بیٹھا کہ اہل تعزیت اگر مجکو میت کی تعزیت دیں گے اور بعض روایات میں جو ایسے ہی موقع پر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا مسجد میں تشریف رکھنا منقول ہے اس کا محمل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نشر و احکام و فصل خصومات کے لئے مسجد میں تشریف رکھنے کا معمول پہلے سے تھا اس روز بھی اسی غرض سے مسجد میں بیٹھے چونکہ وہی جگہ بیٹھنے کی تھی اہل تعزیت وہاں ہی حاضر ہوتے رہے۔

قولہ (مسئلہ) مسجد میں عقد نکاح مستحب ہے۔ استفسار۔ موجودہ زمانہ میں شور و شغب کی وجہ سے منع کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

اقول۔ لعب حبشہ بالحراب سے زیادہ اس میں شور و شغب نہیں ہوتا اس عارض کا وہاں اعتبار نہیں کیا گیا تو یہاں کیوں کیا جاوے۔ البتہ جس مندوب مطلوب میں ایسا مفسدہ محتمل ہو وہاں خود مفسدہ کا انسداد کر دینا ضروری ہے بخلاف ایسے امر مباح یا مندوب کے جو خود شرعاً مطلوب نہ ہو وہاں خود اس مندوب و مباح ہی کو روکیں گے اور مطلوبیت نکاح فی المساجد کی خود منقول ہے۔

قولہ (مسئلہ) اگر جنازہ مسجد سے باہر ہو اور جماعت مسجد کے اندر پڑھی جاوے تو یہ بھی مکروہ ہے لیکن بضرورت کیا جاوے تو جائز ہے۔

استفسار۔ یہ فتویٰ علے احد القولین عند الضرورۃ قابل غور ہے تصویب یا تردید تحریر فرمادی جاوے۔

اقول قواعد سے بحالت عذر اس پر عمل جائز معلوم ہوتا ہے کما فی درالمختار انما تکرہ فی المسجد بلا عذر فان کان فلا الی قولہ و اذا ضاق الامر اتسع (قلت وھذا ھو مرادی بالقاعدۃ۔
ج ۱ صلا ۹۲)

قولہ (مسئلہ) مسجد میں ذکر جہر کرنا اور آواز سے تلاوت قرآن کرنا وغیرہ سب ناجائز ہیں۔ (خلاصۃ الفتاوے الی قولہ ناجائز فرمایا ہے۔

اقول اس میں اقوال بہت مختلف ہیں فیصلہ وہ ہے جو شامی نے حاشیہ حموی سے

امام سعدانی کا قول نقل کیا ہے اجمع العلماء سلفاء و خلفاء علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصل او قاری الخ اصلاح ۹۹ اس فیصلہ سے سب اقوال جمع ہو جاتے ہیں۔ اور جنہوں نے علی الاطلاق منع کیا ہے غالب یہ ہے کہ سد باب کے طور پر ہے۔ یہ تو کلام ہے خصوصیت مسجد کے اعتبار سے اور ایک کلام نفس جہر بالذکر اور انصات بقراءۃ القرآن میں ہے اس میں الخ یہ ہے کہ اگر جہر مفرط نہ ہو تو جائز ہے اور وجوب انصات خارج صلوۃ اس وقت ہے جب قرات تبلیغ کے لئے ہو اور اس میں قرآن کی بھی تخصیص نہیں مطلق تذکیر کا بھی یہی حکم ہے۔ واللہ اعلم۔

قولہ (مسئلہ) اگر مسجد کی چھت یا دیوار وغیرہ میں چمگادڑ یا اور کوئی جانور گھونسلہ بنائے تو اس کا گرا دینا جائز ہے لیکن مسجد کے علاوہ اور جگہ میں نہ گرایا جائے کیونکہ حدیث میں ہے اقروا الطیر علی مکناتھا الخ

اقول اس حدیث سے استدلال مشکل ہے اس میں دوسرے محمل کا بھی احتمال ہے وہ یہ کہ جاہلیت میں پرندہ کو اڑا کر دیکھتے تھے کس سمت کو گیا اور اس سے شگون لیتے تھے آپ نے اس سے منع فرمایا باقی گھونسلوں کا گرانا ظاہراً اگر کسی جانور کے رہنے سے مکان گندہ ہوتا ہو اس کا گرا دینا جائز معلوم ہوتا ہے البتہ اگر انڈے بچوں کے زمانہ میں کچھ انتظار کرے تو اقرب الی الترحم ہے۔ وھذا زدتہ ولم یستفسرھنی۔

مساجد کے چند مخصوص احکام

قولہ (مسئلہ) فاحشہ عورت نے اگر اپنی حرام آمدنی سے مسجد بنا دی تو وہ مسجد نہیں ہی اور نہ اسکو اس کا کوئی ثواب (مجموعہ فتاوی مولانا عبد الحیؒ)

اقول اس میں دو حکم ہیں ایک ثواب نہ ملنا اس کی دلیل تو نص حدیث ہے ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب او کما قال۔ دوسرا حکم اس کا مسجد نہ ہونا اس میں دلیل کی حاجت ہے صرف مولانا عبد الحیؒ کا قول حجت نہیں مسجد کا احکام میں مسجد ہونا مسئلہ فقہیہ ہے سو کتب فقہ میں تحقق مسجدیت کے لئے مال کا حلال ہونا کہیں مذکور نہیں جیسے کوئی

شخص بہ نیت ریا وقف کرے تو گو وہ وقف مقبول نہ ہو بلکہ خوف معصیت ہے لیکن وقف صحیح ہو جاتا ہے اس طرح یہ مسجد گو مقبول نہ ہو بلکہ خوف معصیت ہے لیکن احکام میں مسجد ہو جاوے گی مثلاً اس کی بیع جائز نہیں اس میں حائض وجنب کا داخل ہونا جائز نہیں اس میں بول و تغوط درست نہیں اب صرف یہ سوال باقی ہے کہ اس کو کیا کیا جاوے سو اس کا حکم کہیں منقول نظر سے نہیں گذرا لیکن قواعد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو بند کر کے محفوظ کر دیا جائے نہ اس میں نماز پڑھیں نہ اس کی بے حرمتی کریں البتہ اگر زمین حلال ذریعہ سے حاصل ہوئی ہو اور صرف ملبہ حرام ہے تو بجائے اس کے دوسرے ملبہ سے اس کی تعمیر کرا دینا جواز انتفاع کے لئے کافی ہو جاوے گا اور ایسی مسجد مذکور کی جو حرام مال سے بنائی ہوئی ہے ایسی مثال ہے جیسے نعوذ باللہ کوئی شخص ناپاک سیاہی سے قرآن مجید لکھ لے اس میں نہ تلاوت جائز ہے اور نہ اس کی بے ادبی جائز ہے بلکہ دفن کر دیا جاوے باقی مسئلہ نازک ہے دوسرے علماء سے بھی اس میں نظر کرائی جاوے۔

قولہ (مسئلہ) اگر کوئی مسجد ایسی بنائی جاوے کہ نیچے دوکانیں یا تہ خانہ وغیرہ بنا کرالی آخر المسئلۃ التی تلیہا۔

اقول اس باب میں بعد تتبع وتفحش بالغ روایات فقہیہ کے جو میں سمجھا ہوں وہ معروض ہے (۱) ماخذ اس مسئلہ کا بیت المقدس کے سرادیب ہیں جن پر خیر القروں میں کسی نے نکیر نہیں کیا اس سے سمجھا گیا کہ مصالح مسجد کے لئے دوسرا درجہ جو بناء میں مسجد کے تابع ہو مشروع ہے (۲) یہ حکم تعبدی نہیں بلکہ باشتراک علت تبعیت قیاساً متعدی ہو سکتا ہے (۳) اگر مصالح ویسے ہی ہوں جو سرادیب مذکورہ سے متعلق ہوں اور تبعیت کی وہی ہیئت ہو جو ان سرادیب میں ہے تب تو قیاس جلی ہے اور اگر مصالح دوسری قسم کے ہوں جیسے وقف بلا استغلال المسجد یا ہیئت تبعیت دوسری طور کی ہو جیسے مسجد کا علو پر ہونا یا مسجد پر علو کا ہونا اس کا الحاق خفی ہے چنانچہ بہت روز تک مجکو اس میں تردد رہا لیکن شامی نے کتاب الوقف میں اسعاف سے ایک عبارت نقل کی ہے۔ اذا کان السرادیب او العلو لمصالح المسجد او کان وقفا علیہ صار مسجداً اور شرنبلالیہ۔ اس میں او کان وقفاً علیہ کا عطف

کان مصالح المسجد پر ہے اس سے ظاہر ہے کہ استقلال للمسجد کا حکم بھی یہی ہے خواہ اسکا نام
مصالح مسجد رکھا جاوے خواہ فی حکم مصالح المسجد رکھا جاوے بہرحال حکم مشترک ہے اور
ہدایہ میں ہے وروی الحسن عنہ ای عن ابی حنیفۃ انہ قال اذا جعل لسفل مسجدا وعلی ظہرہ مسکن فہو
مسجد وعن محمد عکس ھذا (ای جعل العلو مسجدا یعیم ۱۲ ب) وعن ابی یوسف انہ جوز فی الوجہین وعن
محمد انہ حین دخل الری اجاز ذلک کلہ لما قلنا (من الضرورۃ) اھ ملخصا۔ اس سے ظاہر ہے کہ
یہ سب تملیکیں تبعیت کی مقیس علیہ کی ساتھ ملحق ہیں (۴) یہ الحاق بالقیاس بضرورت ہے
چنانچہ ہدایہ کی مذکورہ عبارت میں ضرورت کا بناء الحاق ہونا مصرح ہے (۵) اس دوسرے
درجہ کی بناء مشروط ہے اس کی ساتھ کہ مسجد کی مسجدیت سے قبل بانی کی نیت اس بناء کی ہو
ورنہ بعد تمامیت مسجد کے ایسا کوئی تصرف جائز نہیں۔ (۶) فقہاء نے جو مسجد کو عنان سماء و
تحت الثریٰ تک مسجد کہا ہے یہ مقید ہے اس صورت کی ساتھ جبکہ بناء مسجد کے وقت
دوسرے درجہ فوقانی یا تحتانی کے بنانے کی نیت نہ ہو (۷) وتبہت علیہ لغفلۃ کثیر من الناس
عنہ حتی المنسوبین الی العلم۔ ان سب احکام میں فناء مسجد بھی یعنی حصہ متعلقہ مسجد مسجد ہی
کے حکم میں ہے۔ فی البحرائق فی المجتبی لا یجوز لقیم المسجد ان یبنی حوانیت فی حد المسجد او فنائہ
(ج ۵ ص ۲۶۹) از تتمہ ثانیہ امداد الفتاوی ص ۹۱)

مسجد ضرار کی تعریف اور اسکا حکم

قولہ۔ مسجد ضرار اصل میں وہ مسجد تھی الی قولہ مسجد ضرار کے مشابہ ہوگی۔
اقول ماشاء اللہ مولف سلمہ نے اس تعبیر میں کہ مسجد ضرار کے مشابہ ہوگی نہایت احتیاط
کا استعمال کیا ہے ورنہ اکثر اہل جرأت ایسی مسجد کو جس کی بناء ریاء یا عرار ہو مسجد ضرار ہی
کہہ دیتے ہیں جس سے ایہام ہوتا ہے کہ وہ مسجد ہی نہیں جیسے مسجد ضرار مسجد ہی نہ تھی اور
ایہام ہوتا ہے کہ اسکا ہدم یا بے حرمتی بھی جائز ہے جیسے مسجد ضرار کی ساتھ یہی عمل کیا
گیا تو مشابہ کا لفظ بڑھا کر ان سب محذورات کو دفع کر دیا یعنی انتفاء ثواب وفساد غرض
میں اس کے مشابہ ہوا نہ کہ انتفاء مسجدیۃ میں بھی کیونکہ منافقین کی تو نیت ہی مسجد بنانے کی
نہ تھی تلبیس وتدلیس کے لئے اس کا نام مسجد رکھ دیا تھا اور مسلمان خواہ کسی غرض سے

مسجد بناوے نیت اُس کی مسجد ہی بنانے کی ہوتی ہے اس لئے اُس کے سب احکام
مثل صحت صلوٰۃ و وجوب احترام وغیرہما مسجد کے ہوں گے پس عدم قبول میں اُس کا حکم
وہی ہوگا جیسا ابھی مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد کا مذکور ہوا البتہ اتنا تفاوت ہوگا کہ اُس کی
اصلاح کی کوئی صورت ہی نہیں اور اُس کی اصلاح توبہ سے ہو سکتی ہے یعنی بعد توبہ کے
وہ بناء مقبول ہی ہو جاوے گی۔ وھذا ایضا زدتہ ولم یستفسر منی

عیدگاہ کا حکم

قولہ اکثر احکام میں عیدگاہ کا حکم مسجد کے خلاف ہے مثلاً غسل کی حاجت والا آدمی اور
حیض و نفاس والی عورت اُس میں داخل ہو سکتی ہے۔

اقول۔ اس کے خلاف کوئی قول نظر سے نہیں گذرا پس یہ حکم صحیح ہے البتہ اس کی بھی تنظیف
و تطییب کا اہتمام رکھنا اولیٰ ہے اور یہی محمل ہے حدیث امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تبتنی
المساجد فی الدور وان تطیب وتطہر او کما قال اذا ارید بالدار ما یسکنون فیہا اذا المحلۃ لان مسجد المحلۃ مسجد حقیقی
اور اگر اصل مسئلہ پر کسی کو مخالفت حدیث کا شبہ ہو کہ یعتزلن الحیض المصلی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس اعتزال
کی وجہ حرمت دخول مصلی نہیں ہے بلکہ قطع صف صلیات بالتخلل بینہن ہے۔ خوب سمجھ لو

اشرف علی ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ

مسجد کے متعلق (۲) دو استفتاء اور انکا جواب

از حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم

سوال اول

حضرت ابتک مین اس امر کی تعمیل نکر سکا کہ مسجد جا کر نماز پڑھون یہین جماعت سے بدستور نماز پڑھ رہا۔ مسجد تھانہ سے کوئی قریب ۵۰۰ قدم کے یا اس سے کچھ زیادہ فاصلہ پر ہے۔ راستہ مین جو لوگ رہتے ہین انکو میری آنے جانے کیوجہ سے [illegible] ہوتی ہے بار بار کھڑے ہوتے ہین منع کرتا ہون نہین مانتے دن مین جبکہ پانچ مرتبہ جاؤنگا تو غالبا وہ بالکل بے حجاب ہو جاوینگے اس سے عہدہ کا جو اثر [illegible] رعایا پر ہے وہ کم ہو جاویگا اس سے کام مین خرابی ہوگی اگرچہ خود اپنی تعظیم یا بڑائی قطعی مقصود نہین ہے صرف یہی خیال ہے کہ عہدہ کا وقار جاتا رہیگا اور اس عہدہ کا [illegible] رعایا پر اثر نہ ہو انتظام و کام ٹھیک نہین ہوتا اسوجہ سے مسجد نہین جاتا ہون۔ آئندہ جو حکم ہو اب تو صرف جمعہ کے روز اور آجکل روزانہ تراویح [illegible] جاتا ہون۔

الجواب

آپ جیسے سلیم الفہم دانشمند سے ایسا خیال عجیب ہے، اول تو یہ محض توہم ہے جو تجربہ و مشاہدہ کے خلاف ہے بلکہ اس سے وقار بڑھجاتا ہے اول تو دینداری کی یہ خاصیت ہے خاصکر جب ممتاز شخص مین دینداری ہو زبانون پر اسکی مدح اور قلوب مین اسکی عظمت ہوتی ہے [illegible] تو ہیبت مع الوحشت والنفرۃ تھی پھر ہیبت مع الانس والمحبۃ ہو جاتی ہے پھر اسکی ایک علم بھی ہے جو حدیث مین وارد ہے من هاب الله هابه كل شيء [illegible] کے علاوہ اگر کسی مقام پر عوام اس خیال کے ہون کہ ڈاڑھی منڈانیسے زیادہ مرعوب ہون بہ نسبت ڈاڑھی رکھنے کے یا کفار کے لباس سے زیادہ مرعوب ہون بہ نسبت اسلامی لباس کے یا اس سے بڑھکر عیسائی ہونیسے زیادہ مرعوب ہوتے ہون بہ نسبت مسلمان ہونے کے تو کیا اس مصلحت کی رعایت اس [illegible] وسیع ہو سکے گی۔

(۱۳ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ)

سوال دوم

کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ ایک مشین ایسی ایجاد ہوئی ہے کہ مقرر کی آواز کو بہت فاصلہ تک اسطرح پہنچا دیتی ہے جسطرح پاس کے اشخاص کو پہنچتی ہے پس کیا یہ جائز ہے کہ ان مشینون کے ذریعہ سے خطیب کی آواز کو تمام سامعین تک پہنچایا جائے۔

الجواب

اول ایک قاعدہ سمجھ لیا جائے جو کہ عقلی بھی ہے اور نقلی بھی اور فقہاء حنفیہ نے اس قاعدہ پر بہت احکام کو متفرع کیا ہے وہ یہ کہ جو مباح یا مندوب درجہ ضرورت و مقصودیت فی الشرع تک نہ پہنچا ہو اور اس مین کوئی مفسدہ باحتمال قریب محتمل ہو تو [illegible] مباح یا مندوب کا ترک اور اس سے منع کرنا لازم ہے عقلی ہونا تو اس کا ظاہر ہے اور قبول فقہاء کے بعد اس کے ماخذ نقلی کی نقل ضرورت نہ تھی [illegible] تبرعا اس کو بھی نقل کرتا ہون سو اس کے نقلی ہونے کی تقریر یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ولا تسبوا الذین یدعون من دون الله [illegible] فیسبوا الله عدوا بغیر علم ظاہر ہے، سب آلہ باطلہ مباح تو ضرور ہی ہے اور بعض حالات مین مندوب بھی مگر مقصود مستقل نہین کیونکہ اس کی [illegible]یت دوسرے طریق سے بھی حاصل ہو سکتی ہے یعنی حکمت و موعظت و مجادلہ حسنہ سے اور اس مین مفسدہ تھا، سب مشرکین للالہ الحق کا اسلئے اس سے نہی فرمائی [illegible] اور اس قاعدہ کی تمہید کے بعد جواب ظاہر ہے کہ تبلیغ صوت سامعین بعیدہ تک شرعا غیر ضروری ہے کیونکہ بعیدین کو دوسرے غیر محذور ذریعہ سے تبلیغ ممکن ہے اور اس مین یہ مفسدہ [illegible]ل کہ لوگ اس سے گنجائش سمجھ جاوینگے اس آلہ کو لہو مین استعمال کرنیکی یا دوسرے آلات لہو کے استعمال کرنیکی لہذا ترک اور منع لازم ہوگا یہ تو اسوقت ہے جب [خط]یب سے مراد مطلق واعظ اور لکچرار ہو اور اگر اس سے مراد خطیب جمعہ و عیدین کا ہے تو اسوقت تبلیغ صوت کا غیر ضروری ہونا اظہر ہے اسلئے کہ خطبہ مین حضور مقصود [ہے] نہ کہ سماع صوت اور مفسدہ اقوی ہے کیونکہ اس آلہ کو مسجد مین داخل کرنا ہوگا جبکہ اسکے احترام کے خلاف ہے نیز تشبہ ہے مجالس غیر مشروعہ کیساتھ اس تشبہ [کی] بناء پر فقہاء نے غرس اشجار فی المسجد کو منع فرمایا ہے اور تشبہ بالبیعۃ والکنیسہ سے معلل کیا ہے واللہ اعلم۔

(۱۳ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ)

مؤلف رسالہ ہٰذا کی دوسری تالیفات

سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر نہایت جامع اور مستند سوانحعمری نہایت سلیس عام فہم اردو مین لکھی ہے خصوصیت سے ایسے واقعات کا انتخاب کیا گیا ہے جو بجائے خود حقانیت اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل ہین نیز تعدد ازدواج و مسئلہ جہاد وغیرہ پر جو مخالفین کے اوہام ذہن ان کی بھی قلعی کھولدی گئی ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ نہایت اعلیٰ ٹائٹل نہایت خوبصورت رنگین، باینہمہ قیمت صرف ۱۰ر

آداب المساجد مسجد کے فضائل آداب، احکام اور ان کاموں کی مفصل کیفیت جو مسجد مین ناجائز یا مکروہ ہین مصدقہ حضرت مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند۔ ۳ر

الاجر الجزل فی الغزل یعنی چرخہ کاتنے کی فضیلت احادیث اور سلف سے یہ رسالہ در اصل شیخ جلال الدین سیوطی کے ایک رسالہ کی اردو شرح ہے۔ ار

السعیدین الشہیدین حضرت سعید ابن مسیب اور سعید بن جبیر کے نہایت دلچسپ حالات زندگی۔ اللہ کے راستہ مین جانبازی اور حق کے لئے ہر قسم کی قربانی حجاج ظالم کیساتھ مکالمہ اور پھر نہایت عجیب طرح سے شہادت دل نہ لگے تو قیمت واپس۔ قیمت صرف ۳ر

درس عبرت۔ ایک اندلسی عالم کا نہایت عبرت انگیز واقعہ۔ درس تدریس مراقبہ وغیرہ کے بعد ایک نصرانی لڑکی کے عشق مین نصرانی بنکر خنزیر چرانا اور پھر اسلام کی طرف لوٹنا اور لڑکی کا مسلمان ہوکر ان کی خدمت مین آنا نہایت دلچسپ واقعہ ہے جو ناول کے پیرایہ مین لکھا گیا ہے۔ ار

جوامع الکلم یعنی مختصر چہل حدیث۔ قیمت ۱/
بغرض ثواب مفت تقسیم کرنے کیلئے چار آنہ کی بیس اور ایک روپیہ کی سو عدد دیجاتی ہین۔

ختم نبوت حصہ اول (اردو) جسمین سو آیات قرآنیہ سے ختم نبوت کا ثبوت اور مرزائیون کے شبہات کا ازالہ ہے۔ قیمت ۱۲ر

ایضاً حصہ دوم جسمین دو سو دس احادیث پیش کی گئی ہین۔ ۱۰ر

ختم نبوت حصہ سوم جسمین سیکڑون اقوال صحابہ تابعین اور ائمہ اور عقلی دلائل اور تورات وانجیل کی تقریرات پیش کی گئی ہین۔

ایضاً حصہ چہارم جسمین مرزائیون کے استدلال دربارہ اجرای نبوت کے نہایت کافی شافی منصفانہ جوابات ہین۔ زیر طبع

ہدیۃ المہدیین فی آیۃ خاتم النبیین اور رسالہ ختم نبوت کے تینون حصون کا خلاصہ نہایت سلیس عربی زبان مین۔ قیمت ۱۰

التصریح بما تواتر فی نزول المسیح (عربی)

دعاوی مرزا۔ مرزا کی چالیس متضاد اور جہل دعوی مع حوالہ کتب۔ بغرض ثواب مفت تقسیم کرنے والون کے لئے صرف

مسیح موعود کی پہچان۔ مسیح موعود کی جتنی علامات احادیث مین آئی ہین ان احادیث جمع کرنیکے بعد دکھلایا ہے کہ مرزاجی مین انمین سے ایک بھی

التصویر لاحکام التصویر۔ تصویر کشی اور کی تحقیق اور اس کے احکام شرعیہ نصف دھڑ کی تصویر اور تصویرون اور بچون کی گڑیون وغیرہ کے متعلق احکام فقہیہ شرعیہ مع دلائل از قرآن و حدیث نہایت تحقیق کی ساتھ لکھا گیا ہے جس کے آخر مین نئے فیشن کے شبہات کا بھی منصفانہ جواب دیا گیا ہے۔ یہ رسالہ احقر نے اکابر دارالعلوم کے حکم سے خاص اہتمام کی ساتھ لکھا ہے۔ رسالہ طبع ہے۔ لیکن اڑھائی سو آنے کے بعد طبع کیاجائے گا۔ قیمت تقریباً

آداب النبی،

جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ اور آداب کو نہایت سلیس اردو مین لکھا گیا ہے یہ رسالہ در اصل امام غزالی کے رسالہ کا ترجمہ ہے۔ زیر طبع ہے قیمت تقریباً

ملنے کا پتہ

(مولوی) محمد شفیع ناظم دارالاشاعت والتدریس دیوبند ضلع سہارنپور۔ (یو پی)